اِبلیس تا دیوبند

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

www.FaizAhmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلام عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ

پیش لفظ

اِبلیس بذاتِ خود آج کل کے کئی اِنسانوں سے بہتر پوزیشن(Position)میں ہے۔

(1)وہ مُوَحِّد(توحید پرست)ہے(2)سب سے بڑے گناہ شِرک سے مُجتَنِب(بچنے والا)(3)وہ مُلحِد(بے دین)اور دَہرِیَہ(لامذہب) نہیں ہے۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب کہہ کر پکارتا ہے اور اُس کی عزّت کی قسم کھاتا ہے۔(4)یہ کہ یومِ حشر اور جزا پر بھی یقین رکھتا ہے(5)وہ صرف اِنسان کا دُشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کا دُشمن نہیں ہے۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے بڑا دُشمن ہے۔

باوُجودِ اِین ہَمہ(ان باتوں کے باوُجود)وہ جب لعنتی ہوا تو اُس نے قسم کھائی تھی کہ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ (پارہ۱۴،سورۃ الحجر،آیت ۳۹)

ترجمہ: ضرور میں اُن سب کو بے راہ کر دوں گا۔

اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (پارہ۱۴،سورۃ الحجر،آیت ۴۰) **ترجمہ:** مگر جو اُن میں تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔

یعنی اُنہیں میں گمراہ نہ کر سکوں گا۔ظاہر ہے کہ وہ اِنسان کو گمراہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور لگا رہا ہے لیکن گمراہی سے مُراد صرف عَملی غلط کرداری مُراد نہیں کیونکہ وہ تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم یا شَفاعَتِ اِمامُ الاَنبیاء و دیگر و اَنبیاء رُسُل اور اَولیاء کرام و غیرُہم کی شَفاعَت سے بخشی جائیگی نا قابلِ معافی جُرم شرک و کُفر اور غلط عقائد ہیں۔ فقیر اِس تَصنِیف میں دَلائل سے ثابت کرے گا کہ اِبلیس کے عقائد کے کون سا فرقہ قریب یا مُماثِل(مشابہ) ہے جب کہ آج کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر فِرقہ شیطان سے برأت(نفرت)کا اِظہار کرتا ہے لیکن اِس تَصنِیف میں واضح ہو جائیگا کہ اِبلیس کے ساتھ عقیدہ و طریقہ کی ہَمنَوائی(حمایت)کس فِرقہ کو ہے جس فِرقہ کے مُتعلِّق یقین ہو جائے اُس سے دور رہنے کی کوشش فرمایئے اور بس۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلَہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ ھُوَ عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

اِبلیس کی کہانی: یہ مشہورومَعروف کہانی ہے کسی سے اَوجَھل (چھپاہوا) نہیں ہر مذہب اور ہر فرقہ کا ہر فَرد اُس سے نہ صرف واقِف ہے بلکہ شب وروز کَوشاں (کوشش میں) ہے کہ اُس کے دامِ تزوِیر (مکروفریب کے پھندے) سے بچا جائے لیکن یہ بھی ایسا چالاک ہے کہ اُلٹا اُس نے گمراہ فِرقوں کو اپنے مشن (Mission) کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا آلہ کار بنایا ہوا ہے جس کا ُنہیں شُعور (احساس) تک نہیں۔ فقیر اِس تَصنِیف میں کچھ عرض کرے گا جس سے واضح ہو جائے گا کہ اُس کے اِس دُنیا میں آلہ کار کون ہیں۔

اِبلیس لعنتی ہونے سے پہلے: آدم علیہ السّلام سے پہلے ہزاروں سال اِبلیس بظاہر بَرگُزِیدَہ حَق (خدا کا پسندیدہ) تھا اور اِطاعَت حَق تعالیٰ میں ایسے کارنامے سَر اَنجام دیئے جو اپنی مثال خود تھے نُمونہ مُلاحظہ ہو۔

تمام اِسلامی فِرقے مُتّفِق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے تقریباًسوا لاکھ (125000) برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جِنّات کو زمین پر آباد کیا تھا زمین میں جنوں کی نسل بُودوباش (رہنے) کے لئے جگہ نہ رہی تو حَق تعالیٰ نے کچھ جِنّات کو ہوا میں رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی اور کچھ پہلے آسمان پر رہنے لگے اور اُن میں سلسلہ تَوالُدو تَناسُل (اولاد پیدا ہونا اور نسل چلنا) بھی تھا۔ اُنہیں میں اِبلیس بھی تھا چنانچہ وَہب بن مُنبہ کی طویل روایت کا ایک حصہ یہ ہے:

وَكَانَ يَلِدُ مِنَ الجانِّ الذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَمِنَ الجِنِّ كَذٰلِكَ تَوْأَمِينَ، فَصارُوا سَبْعِينَ أَلْفًا، وَتَوَالَدُوا حَتَّى بَلَغُوا عَدَدَ الرَّمْلِ، فَتَزَوَّجَ إِبْلِيسُ ٱمْرَأَةً مِنْ وَلَدِ الجانِّ، فَكَثُرَ أَوْلادُهُ، وَٱنْتَشَرُوا حَتَّى ٱمْتَلَأَتِ الأَقْطَارُ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَسْكَنَ ٱللّٰهُ الجانَّ فِي ٱلْهَوَاءِ، وَإِبْلِيسَ وَأَوْلادَهُ فِي سَمَاءِ ٱلدُّنْيَا، وَأَمَرَهُمْ بِٱلْعِبَادَةِ وَٱلطَّاعَةِ، فَكَانَتِ السَّمَاءُ تَفْتَخِرُ عَلَى الأَرْضِ بِأَنَّ ٱللّٰهَ رَفَعَهَا، وَجَعَلَ فِيهَا مَا لَمْ يَكُنْ فِي الأَرْضِ.[1]

یعنی جِنّات کی اَفزائشِ نسل کا یہ عالم تھا کہ ایک حَمل سے ایک لڑکا ایک لڑکی (جڑواں) پیدا ہوتے تھے جب اُن لوگوں کی تعداد 70 ہزار ہوگئی اور بیاہ شادی کا سلسلہ جاری رہا تو پھر اُن کی اولاد کی کوئی گنتی (حساب) نہ رہا اِبلیس نے بھی بَنوالجان کی ایک لڑکی سے شادی کرلی اُس کے بعد بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور جان کی نسل کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے جگہ نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو ہوا میں رہنے کے لئے مقام عطا فرمایا اور اِبلیس اور اُس کی اولاد کو پہلے آسمان میں رہنے کے لئے جگہ دی اور اُن دونوں کو اپنی اِطاعَت وعبادت کا حکم بھی دیا اب چونکہ زمین خالی ہو چکی تھی اور زمین پر خدا تعالیٰ کا کوئی بھی ذکر کرنے والا نہ تھا تو آسمان اپنی بلندی اور اپنے اندر ذاکرین کی جماعت کی وجہ سے زمین پر فخر کرتا تھا۔

زمین پر شر اور دنگا فساد کا آغاز: عرصہ دراز تک ہوا میں رہتے رہتے جب شَیاطین گھبرائے تو اُنہوں نے حَق تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی کہ ہمیں زمین پر رہنے کی اِجازت مَرحَمت (عطاء) فرمائی جائے۔ حَق تعالیٰ نے اَزراہِ لُطف وکَرم اِجازت عطا فرمادی اور اُن سے عہد ومیثاق لے کر تاکید کی کہ زمین پر پہنچ کر میری عبادت سے غافِل نہ ہو جانا شَیاطین اپنی شرارت سے کب باز آنے والے تھے کچھ عرصہ زمین پر رہنے کے بعد وہ طوفانِ بدتمیزی مچایا کہ زمین نے بھی پناہ مانگ لی۔ اِس پر آسمان والوں نے زمین پر آنے کی درخواست کی چنانچہ مُلاحظہ ہو:

---

[1]) (الانس الجليل بتاريخ القدس والخليل. الباب ذكر الجن والجان وماكان من ابتداء امرهم وعبادة ابليس. 81/1. مكتبة دنديس. (الخليل فلسطين) (عمان الأردن). الطبعة: الأولى. 1420 ھ 1999 م)

فَأَشْرَفَتِ الجَانُّ عَلَى الأَرْضِ فَقَالَتْ: رَبَّنَا أَهْبِطْنَا إِلَى الأَرْضِ. فَأَذِنَ اللّٰهُ لَهُمْ بِذَلِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يَعْصُوهُ. فَأَعْطُوهُ العُهُودَ عَلَى ذَلِكَ. وَنَزَلُوا وَهُمْ أُلُوفٌ يَعْبُدُونَ اللّٰهَ حَقَّ عِبَادَتِهِ دَهْرًا طَوِيلًا. ثُمَّ أَخَذُوا فِي المَعَاصِي وَسَفْكِ الدِّمَاءِ حَتَّى اسْتَغَاثَتِ الأَرْضُ مِنْهُمْ. وَقَالَتْ: إِنَّ خَلْوِي يَا رَبِّ أَحَبُّ إِلَيَّ.[2]

یعنی اُس کے بعد شَیاطین نے حَق تعالیٰ سے زمین پر رہنے کی اِجازت مانگی اللہ نے اِجازت دے دی اوراُن سے اپنی عبادت واِطاعَت کا عہد (وعدہ) لے لیا شَیاطین ایک طویل زمانے تک خدا کی اِطاعَت کرتے رہے اُس کے بعد گناہوں میں مبتلا ہوگئے، ناحَق خونریزی شروع کردی۔ زمین نے اُن کی شرَانگیزی سے پناہ مانگتے ہوئے اللہ سے فریاد کی یاربِّ العالمین بہتر تو یہی تھا کہ تو شَیاطین کو میری پُشت پر آباد نہ کرتا۔

جنّات وشَیاطین کی خباثتوں اورشرارتوں کے نَمونے: مذکورہ بالا شرارتوں اور خباثتوں میں اِبلیس کو شامل نہ سمجھنا بلکہ وہ اُس وقت مُصْلحِین (صالحین) میں سے تھا جیسا کہ آئیگا اور نہ ہی جِنّات وشَیاطین کی معمولی شرارتیں تھیں وہ ایسے نامُراد واقع ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِصلاح کے لئے اُن کی جنس یعنی جِنّات سے اَنبیاء کرام علیہم السّلام بھیجے جن کو اُن خبیثوں نے شہید کرڈالا اور ایسے غلط اُمور کے مُرتکِب ہوئے جن سے دھرتی نے تنگ ہوکر فریاد کی تواُن کا مُصلحِ اکبر (سب سے بڑا اصلاح کرنے والا) اِبلیس مُقرّر ہوا۔ چنانچہ مُلاحظہ ہو:

قَالَ كَعْبٌ: فَأَوَّلُ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْجَانِّ نَبِيًّا مِنْهُمْ. يُقَالُ لَهُ: عَامِرُ بْنُ عُمَيْرِ بْنُ الْجَانِّ. فَقَتَلُوهُ. ثُمَّ صَاعِقُ بْنُ نَاعِقِ بْنُ مَارِدِ بْنِ الْجَانِّ. فَقَتَلُوهُ.[3]

یعنی کعب اَحبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جِنّات میں سے سب سے پہلے جس نبی کو ہدایت کے لئے بھیجا تھا اُن کا نام عامر بن عُمیر بن الجان تھا جِنّات نے اُن کو قتل کردیا اُن کے بعد صاعِق بن ناعِق بن مارِد بن الجان کو بھیجا تو وہ بھی جِنّات کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

فائدہ: روایت مذکورہ بالا میں حضرت کعب نے فرمایا کہ:

حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِم ثَمَانِمِائَةِ نَبِيٍّ فِي ثَمَانِمِائَةِ سَنَةٍ. فِي كُلِّ سَنَةٍ نَبِيًّا. وَهُمْ يَقْتُلُونَهُمْ.[4]

یعنی جِنّوں کی سرکشی اوربدکرداری دیکھ کر حَق تعالیٰ نے ۸۰۰ رَہبر ۸۰۰ سال میں بھیجے ہر سال ایک رہبر آتا رہا اورجِنّات اُس کو شہید کرتے رہے۔

فائدہ: عجائب القصص میں جِنّات کے جن اَنبیاء کی بِعثت (پیغمبر بنا کر بھیجے جانے کا عمل) اورجِنّات کی کُفر وسَرکشی کا حال اِس طرح لکھا ہے:

چوں اولاد ابو الجان برزمین از تولد وتناسل بسیار شد ندحَق تعالیٰ ایشان را بشیریعنی تکلیف نمودہ وبطاعت وعبادت خودفرمود ایشان قبول نمودند وخوشحال درجہاں فانی زندگانی میکردند تاآنکہ یک روزئہ ثو ابت کہ نزد بعضے حکماء عبارت ازسی وشش ہزارسال است انتہارسید اماچون خلقت ازنار بود مظہر تجلی قہراست بعداز اتمام حجت بمہ متکبّراں

---

[2]) (الانس الجليل بتاريخ القدس والخليل. الباب ذكر الجن والجان وماكان من ابتداء امرهم وعبادة ابليس. 82/1. مكتبة دنديس. (الخليل فلسطين) (عمان الأردن). الطبعة: الأولى. 1420 هـ 1999 م)

[3]) (الانس الجليل بتاريخ القدس والخليل. الباب ذكر الجن والجان وماكان من ابتداء امرهم وعبادة ابليس. 82/1. مكتبة دنديس. (الخليل فلسطين) (عمان الأردن). الطبعة: الأولى. 1420 هـ 1999 م)

[4]) (الانس الجليل بتاريخ القدس والخليل. الباب ذكر الجن والجان وماكان من ابتداء امرهم وعبادة ابليس. 82/1. مكتبة دنديس. (الخليل فلسطين) (عمان الأردن). الطبعة: الأولى. 1420 هـ 1999 م)

ایشاں رابانواع وعقاب ہلاک گرد انید ندوبعضی ایشاں برجادئه شریعت مستقیم بودند سالم ماندند بعدازاں خداتعالیٰ ہم ازاں نبی الجان شخصے رابرایشان والی گرد ایندوشریعت جدید ایشان راعطا فرمود چون ذوره دیگر عبارات ازاں درازفرمان است گذشت بعضے ازایشان کل شئی یرجع الی اصله طریق نافرمانی پیش گرفتند لاجُرم حکم الہٰی بافتاواعدام ایشال صددرگشت وازنسل بیته آں طبقه که بواسطه استقامت برجادئه طاعت سلامت مانده بودند شخصے حاکم ایشاں گشت وچوں دوئه سوم نیزمنتہیٰ شد بازآغازفساد ازاں نہادایں طائفه سرزد بعذاب حضرت باری تعالیٰ سبحانهٗ گرفتارشد ند واز ہمائے ایشاں نوح قلیل بازپسمانده بودند بمرورایام خلقے کثیرپیدا آمدنه لیکن ازایشانکه ہزیورفضل ودانش آراسته ولسلاح صلاح پراسته بود ند والی گشته مدتے ام معروف ونہی منکرو بیان احکام کردواد آنکه ازانجہان رحلت نمود بعدازں چوں بدترین ابن الجان کفران نعمت وعصیاں ورزیدند باری شانه رسولاں فرستادوازنصائح وواعظ ایشاں اصلا آگاه نه شدند ودوره چہارم نیزعام گشت باقتضائے الہٰی جماعت مَلائِکه بحریه ایں طائفه نامزد گشت وازآسمان نزول کرده بابنی الجان جنگ نمودند۔

یعنی جس وقت زمین پر جِنّات کی آبادی بڑھ گئی حَق تعالیٰ نے اُنہیں اپنی عبادت کا حکم دیا جِنّات حکمِ الٰہی میں کمر بَستہ رہے جس وقت جِنّات کو دنیا میں آباد ہوئے ۳۶ہزار سال گذر گئے تو کُفر اِختیار کر کے مُوردِ عذابِ الٰہی بنے حَق تعالیٰ نے تمام مُتکبّروں (تکبّر کرنے والوں) کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ نیک بخت اَفراد میں سے ایک شخص کو حاکم بنا کر نئی شریعت عطا فرمائی۔

دوسرا دور: یعنی مزید ۳۴ہزار سال پورے ہونے کے بعد پھر گمراہی اور نافرمانی اِختیار کی اِس بار بھی عذابِ الٰہی نے اُن کو ٹھکانے لگا دیا جو لوگ بچ رہے تھے اُن میں سے پھر حَق تعالیٰ نے ایک صاحب کو حاکم بنایا تیسرا دور ختم ہوتے ہی پھر فتنہ و فَساد کا دور شروع ہو گیا حَق تعالیٰ کا غَضب نازل ہوا نافرمان لوگ ہلاک کر دیئے گئے باقی ماندہ نیک لوگوں میں سے پھر حَق تعالیٰ نے اُن کی اِصلاح کے لئے ایک شخص کو مُقرّر کیا جب تک یہ شخص زندہ رہا جِنّات کو دعوت دیتا رہا۔ اُس شخص کی وفات کے بعد جِنّات میں کوئی نیک شخص باقی نہ رہا زمین پر شریر جِنّات کے سوا کسی نیک جن کا وُجود نہ رہا حَق تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج کر اشریر جِنّات کا قتلِ عام کر دیا بے شمار ہلاک ہوئے جو بچ گئے وہ پہاڑوں و غاروں میں جا چُھپے۔

دعوتِ غور وفکر: یہ ہے کہ جِنّات کی ایک لاکھ ۴۴ہزار سال کی تاریخ اور اُن کی شرارتوں اور سیّاہ کارناموں کا ایک مختصر خاکہ جن کی اِصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی اِسی لئے ایسے شرارتیوں اور فسادیوں کے لئے زبردست مُصلح چاہیے اور وہ اپنی اِصلاحی قوّت سے اُن کی کایا پلٹ دے اور یقین مانئے ایسے مُصلح کاروائی اور ایسی کامیاب پالیسی (Policy) سے ہم سب کا مُتاثر ہونا لازمی ہے کہ ایسے بد معاشوں کو اپنی اِصلاح سے نہ صرف اُنہیں اپنے جیسا مُصلح بنا دیا بلکہ مَلائِکہ کرام کو بھی اس کی پالیسی (Policy) نے دنگ کر دیا کون تھا وہ دل کے کان کھول کر سنئے وہ تھا اِبلیس چنانچہ مُلاحظہ ہو۔

پہلا اَمیر جماعت: ۸۰۰سال کی طویل جِدّ و جَہُد (محنت مشقّت) کے باوُجود جِنّات بدکاری سے باز نہ آئے تو حَق تعالیٰ نے آسمانِ اوّل پر رہنے والے جِنّات کو زمین پر رہنے والے جِنّات کے قتلِ عام کے لئے بھیجا اُس فوج کا سپہ سالار اِبلیس تھا اِبلیس نے زمین پر آتے ہی جِنّات کو ٹھکانے لگا دیا حضرت کعب اَحبار فرماتے ہیں:

فَلَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى أَوْلَادِ الْجِنِّ فِي السَّمَاءِ: أَنْ انْزِلُوا إِلَى الْأَرْضِ، وَقَاتِلُوا مَنْ فِيهَا مِنْ أَوْلَادِ الْجِنِّ، وَعَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ اللَّعِينُ، فَقَاتَلَهُمْ بِمَنْ كَانَ مَعَهُ حَتَّى أَجْلَوْهُمْ إِلَى بُقْعَةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَاجْتَمَعُوا فِيهَا، فَأَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نَارًا فَأَحْرَقَتْهُمْ، وَسَكَنَ إِبْلِيسُ الْأَرْضَ مَعَ الْجِنِّ، وَعَبَدَ اللّٰهَ حَقَّ عِبَادَتِهِ، وَكَانَتْ عِبَادَةُ إِبْلِيسَ أَكْثَرَ مِنْ عِبَادَتِهِمْ .[5]

یعنی غرض جِنّات نے جب رسولوں کے اَحکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جِنّات کو حکم دیا کہ تم زمین پر جاکر جِنّات کو قتل کردو اور اِبلیس کو اُس لشکر کا اَمیر مُقرّر کیا اِبلیس کی فوج نے زمین پر آتے ہی قتلِ عام شروع کردیا جِنّات بھاگ پڑے۔ ایک مقام پر پناہ گُزیں ہوئے تو وہاں آگ آکر اُن کو جلاگئی۔ زمین پر اِبلیس اور اُس کی فوج آباد ہوگئی۔ اِبلیس نے اِس مرتبہ اِس قدر عبادت کی کہ باید و شاید (جیسا کہ لائق اور مناسب ہے)۔

مندرجہ بالا تقریر سے آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ شیطان اِبلیس کا کارنامہ کتنا بلند تھا اور پھر اُس کی عبادت کا کیا کہنا اندازہ لگائیے کہ شیطان اِبلیس جیسا کوئی نیک نہ تھا۔ گویا نیکی یعنی نیک عَملی اُس پر ختم تھی لیکن اُس کے باوُجود وہ لعنتی ٹھہرا اور جہنّمیوں کا سردار۔

اِبلیس کا سنہری کارنامہ: اِبلیس چونکہ عبادتِ الٰہی کا دِلدادہ (فریفتہ) تھا اُس کا تمام وقت عبادت میں گذرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اُس کو آسمان پر بُلالیا فرشتے اُس کی عبادت دیکھ کر شَشدر (حیران) رہ گئے۔ فرشتوں نے حَق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گذار اور فرمانبردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حَق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست قبول فرماکر اِبلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کیا۔ اِبلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذَوق و شَوق چونکہ روز اَفزُوں (دن بدن بڑھ رہا) تھا۔ حَق تبارک و تعالیٰ نے اُس کو ترقی عطا فرماکر دوسرے آسمان پر اُٹھالیا یہاں بھی عبادت کرتا رہا پھر وہاں سے اُسے تیسرے آسمان پر اُٹھالیا گیا۔ غرض اِسی طرح عبادت میں ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ جنّت کے فرشتے رضوان علیہ السّلام کی سفارش پر اِبلیس کو جنّت میں داخلہ کی اِجازت مل گئی اور شیطان بصد اِعزاز و اِحترام جنّت میں رہنے لگا۔ اِبلیس جنّت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا فرشتوں کی تعلیم و اِرشادات کے فرائض اَنجام دیتا رہا۔ اِبلیس کے درس و خطابَت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا مِنبر لگایا جاتا تھا سر پر نُور کا پھریرا فَضا میں لہراتا تھا۔

رُوح البیان کا حوالہ: علّامہ اسماعیل حَقّی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اُسے رئیسُ المَلائکہ کا خطاب حاصل تھا اور وہ تمام مَلائِکہ سے اَعلیٰ بلکہ مُعلّمُ المَلَکُوت تھا اور عبادت میں توضَربُ المِثل تھا اُس نے آسمان و زمین کے چپے چپے پر عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و اِطاعت میں اتنا زور لگایا کہ فرشتوں نے اُسے اپنا استاد اور سردار مان لیا۔[6] (روح البیان)

قبل اَز لعنت اِبلیس کی شان وشوکت: جِنّات زمین پر بہت طویل عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ تقریباً ستر ہزار (70000) سال پھر اُن میں حسد اور بغاوت پھیلی اور لڑے مرے۔ اُن کی طرف فرشتگان کو بھیجا جن کا اَمیر اِبلیس جس کا نام عزازیل تھا اُن سے علم میں زائد تھا۔ زمین پر اُترتے ہی جِنّات کو شکست دی اور انہیں زمین سے نکال کر دریاؤں اور پہاڑوں کی غاروں میں بھگادیا اور خود وہیں رہنے سہنے لگے۔ اب اُن پر عبادت آسان ہوگئی کیونکہ قاعدہ ہے کہ مَلائِکہ جو آسمانوں پر بلند ہیں خوف زدہ زیادہ ہیں اور جو مَلائِکہ آسمان دُنیا میں ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے آسانی میں ہیں۔ بہر حال اِبلیس کو زمین و آسمانِ دنیا

---

[5]) (الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، الباب ذکر الجن والجان وماکان من ابتداء امرهم وعبادة ابلیس، 82/1، مکتبة دندیس، (الخلیل فلسطین) (عمان الأردن)، الطبعة: الأولى، 1420 ھ 1999 م)

[6]) (روح البیان، سورة الکهف: 51، 257/5، دار الفکر۔ بیروت)

کی سَلطنت دی گئی اور بَہِشْت(جنت) کا خزانہ بھی سِپُرد ہوا۔ اُس کے دوزُمُرُّد[7] کے پر تھے۔ بنابریں کبھی زمین پر عبادت کرتا کبھی آسمان پر اور کبھی جنّت میں، اسی وجہ سے اُسے عُجب(غرور) لاحق ہوا اور اپنے دل میں لگا کہنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی شاہی اِس لئے دی کہ مجھ سے زیادہ مُکَرّم مَلائِکہ میں کوئی ہے نہیں۔[8] (روح البیان)

(۱) اِبلیس سَوا لاکھ(125000) سال کارہائے نُمایاں سرانجام دیتا رہا یہاں تک کہ جُملہ رہبرانِ قوم سے سَبقت(بازی) لے گیا۔

(۲) جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج جِنّات کا سپہ سالار مُقرّر فرمایا اور سرتوڑ جِدّو جَہد سے زمین باغیوں سے پاک و صاف ہوئی جس کے صِلہ نے دُنیوی سلطنت کا واحد بادشاہ بنادیا کہ زمین پر جُملہ مکین اُس کے زیرِ نگین تھے۔

(۳) دنیوی سلطنت اور وَجاہَت وَسطوَت(رعب و دبدبہ) اُس کی نظروں میں کچھ نہ تھے وہ صرف اور صرف عبادتِ الٰہی کا عاشق تھا اِسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلالیا جس کی عبادت کو دیکھ کر فرشتے اَنگُشتِ بدنداں اور حیران وشُشدر رہ گئے کروڑوں سال عبادت کرنے والے اپنی عبادات کو اُس کے سامنے حقیر و لاشے خیال فرمارہے ہیں۔ یہی بات ہم آگے چل کر ثابت کرنے والے ہیں کہ اِبلیس تا دیوبند جُملہ اِبلیسی چیلے عبادت میں ایسے بلند مرتبہ ہونگے کہ دوسرے سینکڑوں سال والے اپنی عبادت اور نماز وروزہ کو حقیر سمجھیں گے۔

(۴) بارگاہِ حَق میں عبادت کو ایسا سجا کر پیش کیا کہ خود خالق کو اُس سے ایسا پیار ہوا کہ اُسے نہ صرف ساتویں آسمان تک بلالیا گیا بلکہ بَہِشْت کے چیف افسر حضرت خازِن فرشتے کو اِستدعا(التجاء) کرنی پڑی کہ اِبلیس کے بغیر جنّت کی زیب وزینت گویا بے زَیب ہے پھر اَدب واحترام کے ساتھ بَہِشْت میں پہنچایا۔

(۵) بَہِشْت میں دَرس وتدریس اور خطابَت کوئی معمولی عُہدہ نہیں۔ بادشاہی مسجد کے خطیب کے اِعزاز کو دیکھ لو وہ کیسی سَج دَھج سے زندگی بسر کرتا ہے گورنمنٹ یونیورسٹی (Government University) کی اعلیٰ ڈگری والے بھی عُہدے دار کا کیا مرتبہ ہوتا ہے کہ جُملہ اَرکانِ دولت واَعیانِ سلطنت اُس کے سامنے سرنگوں (سر جھکائے کھڑے) ہوتے ہیں اور یہاں تو اَحکم الحاکمین کی بَہِشْت کی خطابت اور مَلکوتیوں کی تدریس کا صَدارتی عُہدہ ہے کہ جس کے آگے جبرائیل ومیکائیل ودیگر مُقَرَّبین مَلائکہ علیہم السّلام سرنگوں (سر جھکائے) پھرتے ہیں اُس کا جو تَصَوُّر ناظرین ذہن میں جمائیں اِبلیس کی شان وشوکت کے شایانِ شان پھر بھی پورے نہ اُتر سکیں گے لیکن اُس کا اَنجام بھی نہ بھولئے کہ جب اُس نے محبوبِ خدا اور اُس کے پیارے پیغمبر کی نِیاز مَندی (فرماں برداری) سے منہ موڑا اور گستاخی اور بے اَدبی کا اِرتکاب کیا تو وہی تِلمیذانِ ذِی قَدر مَلکوتی(عالی قدر فرشتے ہی) تھے جو لعنت لعنت کہہ رہے تھے اور نہایت ذِلّت وخواری سے دھکے دے کر اُسے بَہِشْت سے باہر نکال دیا اور تاحال لعنت وپھٹکار کے ڈوگر(لعنت) برسارہے ہیں تا قیامت اُس کے ساتھ یہی سُلوک ہوتا رہے گا۔

(۶) اتنے بڑے اِعزاز کے باوُجود خطاب کے لئے جو یاقوت کا مِنبر بچھایا جاتا وہ عرش کے نیچے ہوتا کہ اُس سے بڑھ کر آگے کوئی منبر نہ تھا سوائے عرش الٰہی کے۔

---

[7] جواہرات میں سے ایک سبز رنگ کا پتھر جو زیورات میں استعمال ہوتا ہے۔

[8] (روح البیان، سورة البقرة:30، 93/1، دار الفکر۔بیروت)

(۷) جب تک خطاب یا تعلیم وارِشادِ مَلائکہ میں مَصروف رہتا سر پر نُور کا پُھریرا فضاء میں لہراتا جاتا۔ یہ وہی اِبلیس ہے جس پر ہم سب لعنت کرتے نہیں تھکتے یہ کوئی معمولی شخصیّت نہ تھا بلکہ اُس وقت وہ بَزُعمِ خویش (اپنے ہی گمان میں) خدا تعالیٰ کے بعد شان و شوکت میں اوّل نمبر پر تھا لیکن مارا گیا تکبّر سے نہیں حضرت آدم علیہ السّلام کی بے اَدبی و گستاخی سے۔

جس کا سبب اور مُوجِب تکبّر بنا نہ صرف تکبّر یا سجدہ نہ کرنا جیسا کہ بعض لوگوں نے عوام میں مشہور کر رکھا ہے کہ شیطان نماز کا ایک سجدہ نہ کرنے اور تکبّر کی وجہ سے مارا گیا اُس سے اُن کی مُراد جو بھی ہو لیکن اُن کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو خَوارِج و مُعتزِلہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ اُن کے نزدیک کبائر (کبیرہ گناہ) کا مُرتکِب کافر اور دائمی (ہمیشہ رہنے والا) جہنّمی ہو جاتا ہے اور اَہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ کَبائر کا مُرتکِب فاسِق و فاجِر ہے اُسے اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر توبہ بخش دے چاہے جُرم کی سزا کے بعد بخشے لیکن نہ وہ لعنتی ہے نہ وہ کافر اور نہ ہی ہمیشہ جہنّم میں رہے گا لیکن خَوارِج و مُعتزِلہ اُس کے خلاف کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مُرتکِب دائمی جہنّمی ہے۔

نتیجہ نکالئے: اِبلیس صرف سجدے نہ کرنے اور تکبّر سے مارا جاتا تو وہ بقاعدہ اہلسنّت نہ لعنتی ہوتا اور نہ دائمی جہنّمی کیونکہ یہ دونوں فِعل عقائد میں شامل نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہیں حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اِبلیس نہ صرف لعنتی اور جہنّمی بلکہ وہ تمام لعنتیوں اور جہنّمیوں کا سَرغَنہ (سردار) ہے وہ کیوں؟ صرف اِس لئے کہ وہ گستاخ اور بے اَدب تھا۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ جو بھی نَبوّت و وِلایّت کا گستاخ اور بے اَدب ہو اُس کی نجات ناممکن بلکہ مُحال و مُمتنع (ناممکن) ہے چنانچہ حضرت علّامہ جامی قُدّس سِرّہٗ نے فرمایا:

محمد بخشد گنہگار حَق را ولے حَق نہ بخشد خطائے محمد

اِس سے ثابت ہوا کہ عقائدِ صحیحہ نجات بخشتے ہیں اور عقیدۂ بد تباہ وبرباد کرتا ہے اگرچہ اَعمال صالحہ کی بُہتات (فروانی) ہو۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "نجات عقیدہ میں ہے"۔

لعنت کے بعد اِبلیس کا برا حال: صاحبِ روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنکارِ سجدۂ آدم کے بعد اِبلیس کا جسم خنزیر کی شکل میں اور چہرہ بندر کی طرح ہو گیا۔[9] صورت ہیئت نعمت سب کچھ چھین لیا گیا اور مندرجہ ذیل سزاؤں کا مستحق ہوا۔

(۱) تمام روئے زمین اور آسمان اوّل کی بادشاہت کے علاوہ جنّت کے اَفسرِ خزانہ کے عُہدہ سے مَحروم کر دیا گیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ تک بَہِشت کا داخلہ بند۔ (۲) حَق تعالیٰ کے قُرب سے مَحروم ہوا۔ (۳) عَزازیل نام تبدیل کرکے اِبلیس نام تجویز (پیش) کیا گیا (۴) بدبخت لوگوں اور کُفّار کا پیشوا بنا دیا گیا۔ (۵) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مَلعون و مَردود بنا دیا گیا۔ (۶) مَعرفتِ الٰہی کی دولت سے ہمیشہ کے لئے مَحروم ہو گیا۔ (۷) توبہ کا دروازہ اُس کے لئے بند کر دیا گیا۔ (۸) نیکی سے ہمیشہ کے لئے مَحروم کر دیا گیا۔ (۹) تمام دوزخیوں کا خطیب مُقرّر ہوا۔[10]

---

[9] (روح البیان، سورۃ البقرۃ:34، 105/1، دار الفکر۔بیروت)

[10] (روح البیان، سورۃ البقرۃ:30، 93/1، دار الفکر۔بیروت)

فائدہ: اِس سے ثابت ہوا کہ گستاخِ رسول علیہم السّلام و صحابہ عِظام اور اَولیاءِ کرام رضی اللہ عنہم کا بے اَدب اِس دنیا میں حاجی ہو، مفتی، قاضی، نمازی، مُجاہد، زاہد، متّقی پرہیز گار اور قوم کا سب سے اُونچا اور عوام کا محبوب و مُقتدا (پیشوا) اور سب کچھ ہو لیکن قیامت میں جہنّم کے کتوں سے ہو گا جیسا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: "الخَوارِج كِلَابُ النَّارِ"[11] یعنی بد مذاہب (خوارج) جہنّم کے کتّے ہیں۔

یہ کوئی مُبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ ٹھنڈے دل سے کوئی غور فرمائے تو سمجھ آجائے گا (ان شاء اللہ عزّوجلّ)

آدم علیہ السّلام سے بُغض و عَداوَت: سب کو معلوم ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السّلام کو اپنا خلیفہ مُنتخب فرما کر ان کی تعظیم و تکریم کے لئے سَجْدَہٗ تَحِیَّہ (تعظیمی سجدہ) کا حکم فرمایا تو اِبلیس کے سوا تمام مَلَکوت نے تعظیم و تکریم کی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۴) **ترجمہ:** تو سب نے سجدہ کیا سوائے اِبلیس کے۔

روح البیان میں ہے کہ جب مَلائکہ سجدہ میں گرے تو اِبلیس نے آدم علیہ السّلام سے منہ پھیر کر پیٹھ کرلی یہاں تک کہ وہ سجدہ سے فارغ ہوئے اور سجدہ میں ایک سو (100) سال تک پڑے رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو (500) سال آیا ہے۔ جب اُنہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اِبلیس کھڑا ہوا ہے بلکہ اُلٹا آدم علیہ السلام سے منہ پھیرے ہوئے ہے اور اِس فعل سے نادِم (شرمندہ) بھی نہیں ہو تا بلکہ اُلٹا عَزْم بِالجَزْم (پکے ارادے) میں ہے تو اُس کے اِمتناع (منع کرنے) اور اپنی فرمانبر داری کی توفیق کی وجہ سے مَلائِکہ دوبارہ سجدہ میں گرے۔ اُن کے لیے دو سجدے ہو گئے۔ ایک آدم علیہ السلام کے لئے، دوسرا اللہ تعالیٰ کے لیے تھا۔ جب یہ سجدہ کر رہے تھے اِبلیس دیکھ رہا تھا۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس کی صورت مَسخ کر دی[12] (صورت بگاڑ دی) جس کی تفصیل پہلے گذری ہے۔

صرف اورصرف گستاخی اور بے اَدبی: تمام اِسلامی فِرقے مُتّفِق ہیں کہ اِبلیس حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ نہ کرنے سے لَعین و رَجیم ہوا لیکن مخالفین کہتے ہیں چونکہ اُس نے اَمرِ الٰہی عزّوجلّ یعنی حکمِ خداوندی سے منہ موڑا اِسی لئے مَلعون ہوا۔ ہم کہتے ہیں اِس طرح سے تو ہر بندے کو حکمِ اِلٰہی عزّوجلّ سے منہ موڑنے پر مَلعون ہو جانا چاہیے بلکہ حقیقت وہی ہے کہ حکمِ خداوندی چونکہ محبوب کی تعظیم و تکریم کے مُتعلّق تھا اور وہ اِبلیس سے نہ ہو سکا اِسی لئے مَلعون و مَردود ہوا۔

خدا کے ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا بجز حبِ نبی ﷺ کامل ایماں ہو نہیں سکتا

اللہ کے محبوب آدم کی تعظیم وتکریم: آدم علیہ السّلام کا اللہ تعالی کا نائب اور خلیفہ منتخب ہونا ہمارے لئے باعثِ صد اِفتخار ہے اُن کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مَلائِکہ کو اِبلیس سمیت سجدہ تحیہ (تعظیم) کا حکم فرمایا تو اُس تعظیم و تکریم کو توحید کے مُنافی سمجھ کر اِنکار کیا تو صرف اِبلیس نے۔ حالانکہ جُملہ مَلائِکہ کرام جبریل علیہ السّلام سمیت توحید پرستی میں اِبلیس سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن اُنہوں نے یقین کر لیا تھا کہ آدم علیہ السّلام کی تعظیم و تکریم عَین توحید ہے اِسی لئے ہم بحمدہ تعالیٰ اَنبیاء اَولیاء علی نبیّنا و علیہم السّلام کی تعظیم و تکریم و آداب کو عَین اِسلام سمجھتے ہیں اور دوسرے فِرقے اُنہیں شرک و بِدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں حق و باطل کا نکھار اِسی سے ہوتا ہے کہ جو محبوبانِ خدا کی تعظیم و تکریم بجالاتا ہے وہ مومن ہے اور جو اِس دولت سے محروم ہے وہ اِبلیس کا چیلہ ہے۔

---

[11] (سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، الباب في ذكر الخوارج، 61/1، الحديث173، المكتبة العلمية)

(مسند احمد، مسند الكوفيين، بقية حديث عبدالله بن ابي اوفى عن النبي صلى الله عليه وسلم، 355/4، الحديث18651، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[12] (روح البيان، سورة البقرة:34، 104/1، دار الفكر-بيروت)

عَداوَت اِبلیس کا آغاز: جب اِبلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زمین پر ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہے۔ اُسی وقت سے اُس نے قسم کھائی کہ اولادِ آدم کو اپنے جیسا بناؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کو مُؤکّد (تاکید) فرما کر اِعلان فرمایا کہ ایسی اولادِ آدم کو اِبلیس کے ساتھ جہنّم میں دھکیلوں گا۔

کماقال اللہ تعالیٰ: لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۸۵)

ترجمہ: بیشک میں ضرور جہنّم بھر دوں گا تجھ سے اور اُن میں سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے۔

اِس سے واضح ہوا کہ آدم علیہ السّلام کا پہلا دُشمن اِبلیس ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اولادِ آدم کو ہَمنَوا بنائے۔

اِبلیس کی تابع داری کی تشریح: اِبلیس کی تابِعداری دو قسم کی ہے (1) عقائد میں (2) اَعمال میں۔

شیطان اُن دونوں میں اولادِ آدم کو اپنے دامِ تزوِیر (مکر وفریب کے پھندے) میں پھنساتا ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں خرابیوں (خرابیٔ عقائد واَعمال) کی تابعداری اِنسان کو تباہ وبرباد کرتی ہے لیکن اہلسنّت کے اُصول پر بد عملی اور غلط کرداری کی معافی کی اُمید ہو سکتی ہے لیکن بداِعتقادی یعنی شیطان کے عقائد سے مُطابَقت ہو تو اُس کی نجات صرف ناممکن نہیں بلکہ مُمتنع ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ اِبلیس کی اِتّباع سے بھی اِعتقادی تابعداری مُراد ہو سکتی ہے اِس لئے کہ بداَعمالی سے خُلودِ نار (دائمی جہنم) کا عقیدہ خَوارِج کا ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان (اِبلیس) کے وُجود سے بد عملی صادر نہیں ہوتی بلکہ وہ اُس سے ذاتی طور نیکی صُدور ہو گئی ہے۔ صرف دو شَواہد مُلاحظہ ہوں۔

اِبلیس رشوت خور نہیں: اُسامہ ظالم حاکم مِصر کے کارناموں سے خوش ہو کر ایک دن سلیمان (خلیفہ) کسی سے کہتا ہے رشوت میں ایک دینار بلکہ ایک درہم تک نہیں لیتا۔ عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ عنہ) بولے میں آپ کو ایک ایسا مُتَنَفِّس (آدمی / جاندار) بتاتا ہوں جو اُسامہ سے زیادہ بُرا ہے حالانکہ وہ بھی ایک درہم تک رشوت نہیں لیتا۔ سلیمان نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا: "اللہ کا دُشمن اِبلیس "[13] (النجوم الزاہرہ، جلد ا، صفحہ ۲۳۱)

اِبلیس نمازی: اعلیٰ حضرت اِمام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی قُدّسَ سِرّہ نے فرمایا کہ ایک پَری مشرف بااِسلام ہوئی اور اکثر خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دَریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں اِنتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر اِبلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اُس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے؟ اُس نے کہا کہ شاید اپنے فَضل وکرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔[14] (ملفوظات جلد ا، صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

نوٹ: اُس کی ہر برائی اور اَعمال صالحہ کے بارے میں نَمونہ کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ اُن کے جُملہ نیک اَعمال کا یہی حال ہے اور برائیوں کا کام تو اُس سے ہوتا نہیں، ہاں دوسروں سے سب کچھ کرا لیتا ہے۔

مزید براں: اِس سے یہ نہ سمجھیں کہ اِبلیس بُرائی نہیں کرتا بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اُس کی ذات سے مُتعلّق ہو وہ خود نہیں کرتا مثلاً ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال چھین لیتا ہو اور نہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تو اَعمال صالحہ کے لحاظ سے تا حال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا اور توحید میں رئیس المُوَحِّدِین ہے یہاں تک کہ اب اُس کا نام پوچھنا ممکن ہو تو عزازیل عبد اللہ (یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائے گا۔ اِبلیس، شیطان، رَجیم وغیرہ نہیں بتائیگا۔

---

[13] (النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة. ذكر ولاية عبد الملك بن رفاعة الأولى على مصر. 258/1. طبع في مدينة ليدن المحروسة بمطبع بريل. سنة 1851 المسيحية)

[14] (ملفوظات اعلیٰ حضرت، 1/50، شبیر برادرز)

اِس طرح اللہ تعالیٰ کی جُملہ صفات کو مانتا ہے اور اُس کی عبادت کو حَق سمجھتا ہے اُسے ضد ہے یا دُشمنی و عَداوَت اور بُغض ہے تو انبیاء علیہم السّلام اور اَولیائے کرام سے اِسی لئے مَلعون ہے رَجیم ہے مَردود ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہمارا موضوع ہے اِس عقیدہ میں جو بھی شیطان واِبلیس کا ہمنَوا ہے وہ بھی اُسی کا دوست ہے یا سمجھو چیلہ۔ ایسے چیلے اُس نے تیار کرنے ہیں جیسا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں بار بار بتایا۔ اِبلیس کے چیلے جِنوں میں بھی ہیں اور اِنسانوں میں بھی بلکہ قرآن مجید کا اِختتام اِسی مسئلہ پر ہوا کہ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (پارہ ۳۰، سورۃ الناس، آیت ٦)

ترجمہ: جن اور آدمی۔

اور فقیر عرصہ سے اِس قسم کے چیلوں سے بچنے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔

محبوب خدا اور اِبلیس: اِس بحث میں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ اِبلیس نے محبوبِ خدا ﷺ کی گستاخی اور بے اَدبی اور اُن کے ساتھ دُشمنی اور بُغض و عَداوَت میں کیا کیا کارنامے سر اَنجام دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کے ساتھ کیا کیا۔

حدیث: ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب حضرت محمد (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو اور وہ جو کچھ تجھ سے پوچھیں اُس کا جواب دے۔ چنانچہ شیطان ایک بڈھے کی شکل میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں شیطان ہوں، فرمایا کیوں آیا ہے؟ کہا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس آؤں اور آپ ﷺ جو پوچھیں اُس کا جواب دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا یہ بتا میری اُمّت میں تیرے دُشمن کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا، پندرہ (15)، فرمایا کون کون سے؟ شیطان نے کہا، سب سے پہلے تو میرے دُشمن آپ ﷺ ہیں۔ دوسرا میرا دُشمن اِنصاف کرنے والا حاکم ہے۔ تیسرا مُتواضع (عاجزی انکساری کرنے والا) دولت مند، چوتھا سچ بولنے والا تاجر، پانچواں خدا سے ڈرنے والا عالِم، چھٹا ناصح (نصیحت کرنے والا)، ساتواں رحمدل مومن، آٹھواں توبہ کرنے والا، نواں حرام سے بچنے والا، دسواں ہمیشہ باوضو رہنے والا، گیارہواں صدقہ و خیرات کرنے والا، بارہواں نیک اَخلاق رکھنے والا، تیرہواں لوگوں کو نفع پہنچانے والا، چودہواں قرآن پڑھنے والا، پندرہواں رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے والا۔[15] (روح البیان)

فائدہ: اِس حدیث پاک سے میرا مقصد اتنا ہے کہ اِبلیس کی سب سے بڑی دُشمنی ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہے اُس نے اپنے دُشمن کی دُشمنی کے لئے کیسے کیسے دُکھ برداشت کئے۔ اِس سے سوچئے کہ اب نَبوّت دُشمنی کا ثبوت کون دے رہا ہے۔

عقیدہ: سب سے پہلے یہ یاد رکھ لیں کہ اُمّت کا اس بات پر اِجماع ہے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں اور اللہ عزّوجلّ آپ ﷺ کے لئے کافی ہے۔ اِس سے کہ شیطان آپ ﷺ کے جسم میں اَذیّتوں کے اَنواع سے کوئی اَذیّت پہنچائے اور آپ ﷺ کے قلبِ مبارک میں وَسوسَہ رَسانی کرے یعنی شیطان کو یہ مقدور (تابوطاقت) نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کو جسمانی اِیذا پہنچائے یا آپ ﷺ کے پاک دل میں کوئی وَسوَسہ ڈالے۔

حضور ﷺ کا شیطان مسلمان: عبداللہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تم سے کوئی مگر مُقرّر کیا گیا ہے اُس کے ساتھ اُس کا ساتھی جنّوں سے اور اُس کا ساتھی فرشتوں سے اُنہوں نے عرض کیا اور آپ پر بھی یارسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اُس پر مدد دی پس وہ مسلمان ہو گیا ہے۔[16]

---

[15] (روح البيان، سورة البقرة:266، 428/1، دار الفكر-بيروت)

[16] (مسند الإمام أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، 385/1، الحديث3640، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

مشیر خیر شیطان: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اِس معنی میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ بعض راویوں نے حدیث میں یہ کلمہ زیادہ کیا ہے: فَلاَ یَأْمُرُنِي إِلاَّ بِخَیْرٍ [17] یعنی مجھے وہ صرف نیکی ہی کی بات کہتا ہے۔

حدیث کا لفظ "أَسْلَمَ" الفتح بعض دیگر روایات میں میم کے ضَمّہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اُس کے شَر سے محفوظ رہتا ہوں۔ بعض مُحَدّثین نے اِس حدیث کی تصحیح کی ہے اوراِس کو ترجیح دی ہے اِس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ ﷺ کا قرینی یعنی ساتھی کُفر سے نکل کر اِسلام کی طرف آگیا ہے یعنی وہ فرشتہ کی طرح ہو گیا ہے وہ نہیں حکم دیتا مگر نیکی کا۔ یہ ظاہرِ حدیث ہے اور بعض مُحَدّثین نے حدیث میں "فَأَسْتَلَمَ" (اسے روایت کیا ہے) کا بھی ذکر کیا، جیسے قاضی ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے شفاشریف میں۔ [18]

فائدہ: جب کہ یہ حکم آپ ﷺ کے شیطان اورآپ ﷺ کے قَرِین (ہمنشین) کا ہے جو بنی آدم پر مُسَلّط ہے۔ پس کیا حال ہو گا اُن لوگوں کا جو آپ ﷺ کے بعد ہوئے اور جن کو آپ کی صُحبت و قُربت نصیب نہیں ہوئی۔

واقعات دُشمنی اِبلیس: شَیاطین بہت جگہوں پر آپ کے درپے آزار (ستانے پر کمربستہ) ہوئے ہیں اِس بات میں رَغبت کرتے ہوئے کہ آپ اُن کی دامِ تزویر (مکر و فریب) میں آئیں لیکن پاکیزہ نفس کو مَردود کب وَرغلا سکتا تھا مگر اُس کے باوُجود کوشش کی کہ آپ کو اپنی طرف مَشغول کر دیں مگر ناکام ہو کر پلٹ گئے۔ جیسا کہ ایک بار ایک شیطان نے نماز کی حالت میں آپ ﷺ سے تعرُّض کیا (مزاحمت کی) تو آپ نے اُس کو پکڑ کر قید کر دیا۔

شیطان بلّی کی شکل میں: صِحاح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا (عبدالرزاق نے کہا کہ بلی کی صورت میں آیا) اُس نے میری نماز کو قَطع کرنے (توڑنے) کے لئے مجھ پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اُس پر قدرت دی۔ میں نے اُسے دھکا دینے کا اِرادہ کیا کہ اُس کو ستون سے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم بھی اُس کو دیکھ لو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السّلام) کا قول یاد کیا:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۳۵)

ترجمہ: (سلیمان علیہ السّلام نے) عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑی دین والا۔ اِس لئے میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔

آگ لے کر آیا: حدیث ابودَرداء میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دُشمن میرے پاس آگ کا اَنگارہ لے کر آیا اُس کو میرے منہ پر مارا (اس وقت نبی ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے)۔ آپ نے اُس سے اللہ کی پناہ مانگی اور اُس پر لعنت کی۔ میں نے اِرادہ کیا کہ اُس سے پہلی بات ذکر کروں اُس کے آگے وہی ذکر کیا جو پہلے ذکر ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اگر میں اُس کو پکڑ کر باندھتا تو صبح کو مدینہ کے بچے اُس سے کھیلتے۔ ایسے ہی اَسراء حدیث میں آیا ہے کہ ایک عِفریت (خبیث جن) نے آگ کے شُعلہ کے ساتھ آپ کا تعاقُب (پیچھا) کیا تو جبرئیل نے آپ کو وہ کلمات سِکھائے جن سے آپ اُس کے شَر سے اللہ کی ذات کے ساتھ پناہ مانگیں جو ذکر ہوئے۔ [19]

---

[17] (صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة و الجنة والنار، باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاه نفتنة الناس و أن مع کل انسان قرینا، 2168/4، الحدیث2814، دار إحیاء الکتب العربیة)

[18] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الأول فیما یختص بالأمور الدینیة والکلام فی عصمة نبینا علیه الصلاة والسلام وسائر الأنبیاء صلوات الله علیهم، فصل واعلم أن الأمة مجمعة علی عصمة النبي صلی الله علیه وسلم من الشیطان، 118/2، دار الکتب العلمیة، بیروت–لبنان، عام النشر: 1399 ھ 1979 م)

[19] (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب جواز لعن الشیطان في أثناء الصلاة والتعوذ منه وجواز العمل القلیل في الصلاة، 385/1، الحدیث843، دار إحیاء الکتب العربیة)

شیطان نجدی: جب شیطان براہِ راست شَر پہنچانے سے عاجز آگیا تو پھر اُس نے آپ کو شر پہنچانے کے لئے آپ کے دُشمنوں کو اُس کا واسطہ بنایا جیسا کہ جب قریش حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ایک محفوظ مقام پر باہمی مشورہ کے لئے بیٹھے تو شیطان ایک نجدی شیخ کی صورت میں ان کے پاس آیا۔

شیطان غزوۂ بدر میں: بدر میں سُراقہ اِبنِ مالک کی صورت میں اُن کے پاس آیا اُس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِس طرح بیان فرمایا:

وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعمَالَھُمْ (پارہ۱۰، سورۃ الانفال، آیت۴۸) **ترجمہ:** اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے۔

ایسے ہی ایک بیعتِ عُقبہ کے وقت میں وہ لوگوں کو آپ ﷺ کے حال کے ساتھ ڈرارہا تھا۔ اُن تمام مَواقع میں شیطان نے رسولِ خدا ﷺ کی عَداوَت و دُشمنی میں کَسر نہ چھوڑی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

ھر نبی (علیہ السّلام) اور ولی: شیطان کا حملہ ہر ایک پر ہوتا ہے اَنبیاء علیہم السّلام ہوں یا اَولیاءِ کرام یا عوام صرف فرق یہ ہے کہ اَنبیاء علیہم السّلام معصوم ہیں اور اَولیائے کرام محفوظ۔ ہاں عوام پر داؤ چلالیتا ہے اگر جس خوش قسمت کو کسی ولی کامل کا دامن نصیب ہوتا ہے تو وہ بھی اُس کی شَرارت سے بچ جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے کسی کو بچالے ورنہ عموماً عوام کا اُس کی شَرارت سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

اَولیاء سے شیطان کی پناہ: شیطان اِبلیس سے پوچھا گیا کہ تم ابومَدیَن (ولی اللہ کامل) کو گمراہ کرنے میں کس قدر کامیابی کی اُمید رکھتے ہو اُس نے جواب دیا ہمارا اُنہیں گمراہ کرنا ایسے ہے جیسے بَحرِ مُحیط (بڑے سمندر) میں پیشاب کیا جائے یعنی ہم اپنی عادت پر مجبور ہو کر اگر انہیں کچھ کہتے بھی ہیں تو انہیں کسی قسم کا نقصان نہیں، جیسے بہت بڑے دریا میں پیشاب کر دیا جائے تو دریا کا کیا بگڑ تا ہے یا جیسے سورج کے اَنوار کو پھونکوں سے بُجھایا جائے یعنی جیسے اَنوار شمسی کو پھونکوں سے بجھانے والا ایک اَحمق اور پاگل سمجھا جاتا ہے ایسے ہی حضرت ابومَدیَن رضی اللہ عنہ کو گمراہ کرنے والے کو ہم اپنی برادری (شیطان) میں پاگل اور مجنون سمجھتے ہیں۔[20] (روح البیان از مسئلہ الحکم)

نبی علیہ السّلام کے بچپن کا دُشمن: اِبلیس رسول اللہ ﷺ کا بچپن سے دُشمن تھا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی عزّت و عَظمت کو گاہے گاہے (جگہ جگہ) ظاہر فرمادیتا تھا جسے آپ ﷺ کے بڑے سے بڑے دُشمن بھی اِقرار کئے بغیر نہ رہ سکے لیکن اِبلیس بدبخت ایسا ضدّی دُشمن ہے کہ یہ رِفعتِ شان جاننے کے باوُجود اپنی ضد کا پکّا ہے پھر باوجود یہ کہ سمجھتا ہے کہ اُس کی شَرارت سے عزّت وعَظمت میں کمی نہیں آئے گی لیکن عزّت گھٹانے کے لئے اپنے طور زور لگاتا رہتا ہے چنانچہ تعمیرِ کعبہ کے بعد حجرِ اَسود کی تَنصیب (قیام) کے وقت اُس نے جو گُل کِھلائے وہ اُس کی نَبوّت دُشمنی کی واضح دلیل ہے۔

جب قریش تعمیر کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جہاں حجرِ اَسود نَصب (قائم) کرنا تھا تو ہر قبیلہ نے اپنا پتھر رکھنے کا اِشتیاق (شوق) ظاہر کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ حجرِ اَسود کے نَصب کی سَعادت سوائے اُس کے کسی اور کو حاصل نہ ہو۔ اِس سے سخت اِختلاف اور جھگڑا پیدا ہو گیا یہاں تک کہ سب جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور بعض قَبائل نے دَستورِ عرب کے مطابق خون کا پیالہ بھرا اور اُس میں انگلیاں ڈبو کر عہد کیا کہ ہم مرتے دم تک لڑیں گے۔

چار روز تک یہ کشمکش برابر جاری رہی پانچویں روز مسجد حرام میں اِس خیال سے سب جمع ہوئے کہ شاید صُلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے ابو اُمَیّہ بن مُغیرہ جو سب سے زیادہ عمر کا تھا اُس نے رائے دی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے باب بَنی شَیبہ سے مسجد میں داخل ہو وہی حَکم (فاصل) قرار دے دیا جائے اور اُس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔ سب نے اُس رائے کو منظور کر لیا اور دوسرے روز ہر قبیلہ کے مُعزز آدمی موقع پر پہنچ کر دیکھنے لگے۔

---

[20] (روح البیان، سورۃ الحجر: 41إلی 44، 4/469، دار الفکر۔بیروت)

خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہونے والے ہمارے نبی ﷺ ہی تھے۔ جب اُن کی نظریں آپ کے چہرہ اَنور پر پڑیں تو سب کے سب پکار اُٹھے: هَذَا الأَمِينُ قَدْ رَضِينَا بِهِ [21] یعنی یہ تو محمد ﷺ ہیں یہ تو اَمین ہیں (ان کے فیصلے پر) ہم سب راضی ہیں۔

رحمتِ عالم ﷺ نے حالات کا جائزہ لے کر ایسی بہترین تدبیر فرمائی کہ سب کے سب خوش بھی ہوگئے اور ایک بہت بڑے جھگڑے کا خاتمہ بھی ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمام قبائل اپنا اپنا ایک سردار منتخب کرلیں۔ جب اُنہوں نے انتخاب کرلیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر حجرِ اَسود کو اُٹھا کر اُس میں رکھ دیا اور اُن منتخب سرداروں سے فرمایا کہ چاروں طرف سے چادر کے کونے اور کنارے تھام کر اُوپر اُٹھائیں جب چادر مقامِ نَصب کے برابر آگئی تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حَجرِ اَسود کو اُٹھا کر نَصب فرمادیا اور پھر تعمیر ہونے لگی۔

علّامہ سُہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تمام لوگوں نے آپ پر اِظہارِ رضامندی کیا تو شیطان جو کہ شیخِ نجدی کی صورت میں اُن کے ساتھ تھا چِلّایا اور بولا اے قریشیو! تم محمد (ﷺ) پر راضی ہوگئے جو ایک غلام اور یتیم ہے کہ وہ اُس پتھر کو رکھے حالانکہ تمہارے بڑے لوگ اُس کام کے مستحِق موجود ہیں قریب تھا کہ اُس کی شَرارت سے شور وغُل ہوجاتا مگر وہ خاموش رہے۔[22] (زرقانی شرح مواہب، جلد۱، صفحہ ۲۰۵)(طبقات اِبنِ سعد، جلد۱، صفحہ ۱۴۶)

اَسباق عبرت:

(۱) اِبلیس نے ایک تو اُس وقت شیخِ نجدی کی صورت اِختیار کی کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ نبوّت دُشمنی نجدیّت کو سجتی ہے۔

(۲) دُشمنانِ مصطفیٰ ﷺ نے نجدی صورت کو دیکھ کر اَجنبیّت محسوس نہ کی بلکہ اُس کی شمولیّت کو راحت محسوس کیا تبھی تو ہم کہتے ہیں:

کنُد ہم جنس باہم جنس پرواز ایک [23]

مُشرکینِ مکّہ دُشمنی مصطفیٰ میں شیخِ نجدی کی رَفاقت (دوستی) کو بہترین مُعاوَنَت (مدد) سمجھتے تھے تبھی تو اُس کی شَرارت کو اہمیّت دے کر بعض نے معاملہ کو گڑبڑ کرنا چاہا لیکن چونکہ قدرتِ اِیزدی کو منظور نہ تھا اِسی لئے معاملہ ختم ہوگیا۔

(۳) اُس وقت مکّہ مکرمہ میں دُشمنانِ نبی ﷺ بے خبری میں مصطفیٰ کریم ﷺ کو ایک بہت بڑا اِعزاز پیش کررہے تھے لیکن اِبلیس کو معلوم تھا کہ وہی محبوبِ خدا ﷺ ہیں جن کو قدرتِ قادر نے کئی خوبیوں سے نوازا ہے اِسی لئے اُسے یہ اِعزاز نہ بھایا، یک لَخت (فوراً) چونکا اگرچہ جانتا تھا کہ میری دال نہیں گلے گی لیکن آواز تو اُٹھائی۔ ایسے ہی دُشمنانِ مصطفیٰ کی ہر دور میں عادت رہی اور رہے گی مثلاً ہمارے دور میں رسول اللہ ﷺ کے میلادِ پاک اور 12 ربیع الاول شریف کو جُلوس نکالنے میں عوام سے حکومت تک اِس سَعادت سے سَرشار ہے اور مخالفین کو یقین ہے کہ ہماری کوئی نہیں سنے گا لیکن پھر بھی بے تکے بیانات اَخبارات میں پھر بصورتِ اِشتہارات ورَسائل شائع کرتے ہیں لیکن اِس طرح منہ کی کھانی پڑتی ہے جیسے اِبلیس کو تنصیب حجرِ اَسود کے وقت۔

---

[21] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الفصل العشرون عدله، وأمانته صلى الله عليه وسلم، 194/1، دار الفكر)

[22] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، باب هجرة المصطفى وأصحابه إلى المدينة، 94/2، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1996 م)
(السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم، 47/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الثانية 1428هـ)

[23] یعنی ہم جنس پرندہ اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ (ن اُویسی)

(۴)بات توبظاہر صحیح اور ٹھیک کہی کہ واقعی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس وقت بچے اور دُرّ یتیم تھے اورواقعی قریش میں اُس وقت اُن کی نظروں میں بڑی قد آور شخصیّات موجود تھیں لیکن بظاہر کچھ کہہ دیا لیکن اندرونِ خانہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِعزاز واِکرام کو ٹھیس پہنچانا تھا جیسے مخالفینِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عادت رہی اور ہے کہ دل میں کچھ لیکن زبان سے کچھ۔ تفصیل آتی ہے۔(ان شاء اللہ عزّوجلّ)

(۵)اُس کا ہر دُشمنی کے موقعہ پر نجدی کی شکل بن کر آنے میں کوئی راز تو ہے ورنہ اُسے توسوائے اَنبیاء علیہم السّلام اور کاملین اَولیاء کے ہر شخص کی صورت میں آنے کا اِختیار حاصل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نجدی کے دل میں ہے کچھ کالا کالا۔

اعجوبہ: تفسیر ثعلبی میں تو لکھا ہے کہ جب "اهْبِطُوا"(اتر جاؤ) کا حکم ہوا آدم علیہ السّلام سراندیپ[24](ہند) میں اور حواء رضی اللہ عنہا جدہ میں اور اِبلیس ابلہ[25] میں اور سانپ اصفہان میں[26]، لیکن کسی نے اِبلیس کا ہبوط سندھ بالخصوص ملتان میں لکھا اوّلاً یہ قول غیر مُعتبر ہے اِس لئے کہ کہاں ثعلبی کہاں ایک گمنام قول کا مصنف کیونکہ ثعلبی اَعاظم(عظیم) مُفَسّرین واکابر مُؤرّخین سے ہیں اور اُنہوں نے کیونکہ اپنی تفسیر میں بے اصل اَقوال لانے سے اِحتراز(بچنے) کا اِلتِزام(لازم) فرمایا ہے اِسی لئے اکثر اَہل تَفاسیر نے ثعلبی کا اِتّباع کیا ہے بالفرض ملتان والا قول مان لیا جائے تواِس کا مطلب بھی ظاہر ہے کہ اِس سے کب لازم آتا ہے کہ تمام اَہلِ سندھ اوراَہلِ ملتان اَشرار(شریر) ہیں جیسے سراندیپ میں سیّدنا آدم علیہ السّلام کے ہُبُوط(اترنے) سے تمام سراندیپی اَبرار وصالحین ہیں۔

تبصرہ اویسی غُفِرلَہ: اگر سندھ بالخصوص ملتان کا قول مان لیا جائے تو بھی ہم حَق بجانب ہیں کہ اہلِ ملتان کو اور اُس کے وابستگان کو اللہ تعالیٰ نے اَولیائے کرام بھی بہ نسبت دوسرے خِطّوں کے بکثرت عطا فرمائے کہ صرف شہر ملتان میں سَوا لاکھ(125000) سے زائد اَولیائے کاملین مدفون ہیں پھر اُوچ شریف میں اَولیاءِ کرام کی مرکزیّت مسلّم ہے۔اِس کے ساتھ ریاستِ بہاول پور کے مَشائخ واَولیائے کرام کی اَولیاء آبادی کسی کو معلوم نہیں۔سندھ میں ٹھٹہ سے لے کر سکھر تک نگاہ ڈالئے کہاں سے کہاں تک اَولیائے کرام کی کثرت محسوس ہوتی ہے۔اِسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شیطان کی شَرارتوں سے بچنے کا واحد حل اَولیائے کرام سے وابستگی ہے ورنہ شیطان اُسی ریوڑ کو گمراہی کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے جو اَولیاء کرام کے دامن سے وابستہ نہیں ہوتا۔

شیطان کی رسول دُشمنی کی جدوجہد: جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَنصار سے مدینہ طیبہ کی ہجرت کا معاہدہ مِنیٰ میں فرما رہے تھے تو ایک شیطان پہاڑ کی چوٹی سے یہ نظارہ دیکھ کر چیخا اوراَہلِ مکّہ کو پکار کر کہا کہ لوگو! محمد(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اوراُس کے فِرقہ کے لوگ تم سے لڑائی کے مشورے کر رہے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اُس کی پرواہ نہ کرو۔[27](رحمۃ للعلمین، صفحہ ۹۰)

شیطان کی شرارت: حضرت عامر بن رَبیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مکّہ میں تھے کہ پہاڑوں سے آواز آئی لوگو! محمد(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر چڑھائی کردو۔ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ شیطان کے لشکر کا ایک شیطان ہے اور جو شیطان کسی نبی پر چڑھائی کرنے کا اعلان کرتا ہے وہ ضرور مارا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے ایک غلام جن نے جس کا نام سَمْحَج تھا اور میں نے اُس کا نام عبداللہ رکھا ہے، نے شیطان کو مار ڈالا ہے چنانچہ پھر ہمیں پہاڑ سے آواز آئی: "نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا"[28](حجۃ اللّٰہ علی العالمین، صفحہ ۱۹۱)

یعنی ہم نے مِسعر کو قتل کر ڈالا۔

---

24) سراندیپ (یا سرندیب) ایک قدیم نام ہے جو آج کے سری لنکا (Sri Lanka) کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

25) ابلہ (عربی: الأبُلّة) عراق میں بصرہ کے قریب ایک قدیم بندرگاہی شہر تھا۔

26) (تفسير الثعلبي = الكشف والبيان عن تفسير القرآن، سورة البقرة: 31، 241/3، دار التفسير، جدة المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015 م)

27) (السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل من العرب أن يحموه وينصروه على ما جاء به من الحق، 25/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية 1428هـ)

28) (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر، ص142، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

فائدہ: شیطان نبوّت دُشمنی میں اپنا بہت بڑا لشکر رکھتا ہے تو بِفضلہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے عُشّاق اور خُدّام بھی اُن کی سَر کوبی (سر کچلنے) کے لئے موجود ہوتے ہیں چنانچہ اِس قاعدہ کو ہر دور پر مُنطبِق کرینگے تو سو (100) فیصد صحیح پائیں گے۔ آج بھی اُس کی آزمائش کرسکتے ہیں کہ جہاں بھی نبوّت کی گستاخی اور بے اَدبی کی معمولی بدبو اُٹھتی ہے تو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کٹ مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

اِبلیس کی نبوّت دُشمنی: قرآن نے ثابت کر دکھلایا کہ اِبلیس آدم اور آدم زاد کا تا قیامت اُن کی شان گھٹانے کے درپے رہے گا۔ ہم چند نمونے عرض کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ شیطان اپنی عادت پر اَنبیائے عِظام واَولیائے کرام پر حملہ کرنے سے باز نہیں آتا لیکن اَنبیائے عِظام معصوم اور اَولیاء کرام محفوظ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ۔ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۴۲)

ترجمہ: بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

بلکہ شیطان نے خود اِعتراف (قبول) کیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۸۲، ۸۳)

ترجمہ: بولا تیری عزّت کی قسم ضرور میں اُن سب کو گمراہ کردوں گا۔ مگر جو اُن میں تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔

اور روح البیان، جلد ا میں ہے کہ حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شیطان کو دیکھ کر ڈنڈا لے کر مارنے کے لئے دوڑے۔ شیطان نے عرض کی اے ابو سعید! میں ڈنڈوں سے نہیں ڈرتا ہاں اگر ڈرتا ہوں تو عارفین باللہ کے دل کے عِرفان کی شُعاع سے ڈرتا ہوں جو ایک سورج کی مانند ہے۔[29]

فائدہ: گویا شیطان اَنبیاء واَولیاء پر حملہ کرنے سے اپنی ہار مان گیا لیکن اُس بدبخت برادری کو کہا جائے کہ اُن کا اوڑھنا بچھونا ہی اَنبیاء واَولیاء کی توہین اور گستاخی اور بے اَدبی ہے تو کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لوگ اِبلیس لَعین سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے۔ آئندہ اَوراق میں چند نمونے اِبلیس کی اَنبیاء واَولیاء دُشمنی کے پیش کرکے اُس کے عَقائد اور کارنامے عرض کروں گا۔

اِبلیس کی نبوّت دُشمنی کے نمونے: اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم علیہ السّلام کی فضیلت "لَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ" (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۳) [**ترجمہ:** جب آدم نے اُنہیں سب کے نام بتادیئے] ثابت فرمائی تو آخر میں فرمایا:

"وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ" (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۳)

ترجمہ: اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چُھپاتے ہو۔

تفسیرِ کبیر میں ہے کہ فرشتوں کا ظاہری بات کہنا تو وہی جو پہلی میں مذکور ہوا یعنی "قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ" (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۳۰)

ترجمہ: "بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اُس میں فَساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے"۔ اور چھپی ہوئی بات سے اِبلیس کا دلی اِرادہ مُراد ہے وہ یہی تھا جو مواہب الرحمن مع ابنِ کثیر، جلد ا، صفحہ ۱۱۵ (مخالفین کی تفسیر معتبر ومستند) میں ہے کہ بس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کے قالب (بدن/ڈھانچہ) کو پاکیزہ طِین (مٹی) سے بنایا اور اپنے یَد (دستِ) قدرت سے پیدا کیا اور یہ قالبِ خاکی چالیس دن تک پڑا رہا اور اُس درمیان میں اِبلیس اُس قالبِ خاکی کے پاس آکر اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتا تو اُس میں سے کھنکھناہٹ ہوتی، پھر اِبلیس اُس قالب کے منہ سے گھستا اور اَسفل (نیچے) سے نکلتا اور اَسفَل کی جانب سے گھستا اور منہ کی جانب سے

---

[29] (روح البیان، سورۃ الأنعام: 153، 118/3، دار الفکر۔ بیروت)

نکلتا تھا اور کہتا کہ تو کچھ چیز نہیں اور ناکارہ پیدا ہوا اور اگر میں تجھ پر مُسلّط ہوا تو میں تجھ کو تباہ کردوں گا اور اگر تو مجھ پر سردار بنایا گیا تو میں ہر گز تیرا کہنا نہیں مانوں گا اَلخ۔[30]

فائدہ: گویا اِبلیس نے ابتدا ًہی ٹھان لیا تھا کہ خداتعالیٰ کے محبوب اور خلیفہ سے دُشمنی کرے گا۔ یہی طریقہ اور وطیرہ آج ہمارے حَریفوں (مدمقابل لوگوں) کا ہے جیسے تمام اَہلِ اِسلام نے اَخبارات میں پڑھا اور اُن کی تقریریں سُنیں، تحریریں وتَصانیف پڑھیں، عَرب شریف میں جاکر دیکھیں اُن کا عَزم (ارادہ) ہے کہ اگر حکومت مل جائے تو سب سے پہلے اَولیائے کرام کے مزارات کو مِسْمار (تباہ) کریں گے۔

اِس سے ناظرین سوچیں کہ اِبلیس کے کارناموں سے اُنہیں دلچسپی کیوں، ورنہ وہ اُن عَزائم (ارادوں) کے بجائے یہ ظاہر کرتے کہ اگر ہم برسرِاقتدار آگئے تو دنیا سے تمام برائیوں کاقَلع قَمع (خاتمہ) کردیں گے۔

گستاخ اِبلیس: خدا نے جب حضرت آدم علیہ السّلام کا پُتلا مبارک تیار فرمایا تو فرشتے حضرت آدم علیہ السّلام کے اُس پتلے مبارک کی زیارت کرتے تھے مگر شیطان لَعین حسد کی آگ میں جل بُھن گیا اور ایک مرتبہ اُس مَردود نے بُغض اور کینے میں آکر حضرت آدم علیہ السّلام کے پُتلے مبارک پر تھوک دیا یہ تھوک حضرت آدم علیہ السّلام کی ناف مبارک کے مقام پر پڑا۔

نَبوّت کا گُستاخ اِبلیس: "فَسَجَدُوا" کی تفسیر میں مُفَسّرین نے لکھا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا جس کا اِبلیس نے اِنکار کیا جب مَلائِکہ سجدہ میں گرے تو اِبلیس نے آدم علیہ السّلام سے منہ پھیر کر پیٹھ کرلی۔ یہاں تک کہ وہ سجدہ سے فارغ ہوئے اور سجدہ میں ایک سَو (100) سال تک پڑے رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو (500) سال آیا ہے۔ جب اُنہوں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو اِبلیس کھڑا ہے بلکہ آدم علیہ السّلام کو پیٹھ کرکے کھڑا فرشتوں کو دیکھ رہا ہے اِسی لئے فرشتے دوبارہ سجدہ میں گرے۔ اُن کے لئے دو سجدے ہوگئے۔ ایک آدم علیہ السّلام کے لئے، دوسرا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس کی صِفت، حالت، صورت، ہیئت، نعمت سب کچھ چھین لیا۔ مُفَسّرین فرماتے ہیں کہ اُس کا جسم خنزیر کی شکل میں چہرہ بندر کی طرح کردیا۔ حالانکہ اِس سے پہلے حَسین وجَمیل (بہت خوبصورت) تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعد میں شیطان کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السّلام کی قبر کو سجدہ کرے۔ میں تیری توبہ قبول کرکے تیرے گناہ معاف کردونگا۔ شیطان نے عرض کی جب میں اُس کے جسم کا ساجِد (سجدہ کرنے والا) نہ ہوا تو پھر اُس کی قبر اور میّت کو کس طرح سجدہ کروں۔[31]

حدیث شریف: حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو قیامت میں ہزاروں سال کے بعد دوزخ سے باہر نکال کر آدم علیہ السّلام کے سامنے کھڑا کرکے سجدہ کا حکم فرمائے گا اِبلیس سجدہ سے اِنکار کرے گا، پھر اُسے دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسے ہو گا کہ وہ اِنکار کردے گا تو وہ دائماً (ہمیشہ) دوزخ میں رہے گا۔[32] (روح البیان)

اِبلیس کی یوسف علیہ السّلام کے ساتھ دُشمنی: تیسیر میں ہے کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السّلام کے مُتعلّق مشورہ کیا تو شیطان بوڑھا پریشان حال بن کر اِخْوَۃِ یوسف (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں) کے ہاں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ یوسف علیہ السّلام کا خیال ہے اب وہ بڑا ہو گا تو وہ تمہیں اپنا غلام بنائے گا۔ بھائیوں نے کہا تو فرمایئے بابا اِس کے مُتعلّق کیا کیا جائے؟ شیطان نے کہا "اقْتُلُوْا يُوْسُفَ" (یوسف علیہ السّلام کو قتل کردو) "اَوِاطْرَحُوْهُ

---

[30] (تفسیر القرآن العظیم/ تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرۃ:34، 135/1، دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419 ھ 1998 م)

[31] (روح البیان، سورۃ البقرۃ:34، 105/1، دار الفکر- بیروت)

[32] (روح البیان، سورۃ البقرۃ:34، 105/1، دار الفکر- بیروت)

اَرْضًا "یا اُسے ڈال دوایسی اندھیری اور غیر مَعروف(انجان جگہ) میں جو آبادیوں سے دور ہو تاکہ اُس میں ہلاک ہو یاایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں درندے کھاجائیں۔[33](قرآن مع روح البیان، پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۹)

فائدہ: شیطان کو معلوم تھا کہ یوسف(علیہ السّلام) کا اُس کاروائی سے کچھ نہ بگڑے گا لیکن عادت سے مجبور تھا اُن کی شہادت یاہلاکت کامشورہ دے ہی دیا۔ اِس طرح ہم اپنے زمانہ کے بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ شانِ نبّوت وولایّت کے معمولات نہ بند ہونے کے ہیں نہ بند ہوسکتے ہیں لیکن عادت کی مجبوری پر اپنی دل کی بھڑاس نکال ہی دیں گے مثلاً چند سالوں کی بات ہے کہ نجدیوں کے ایک گروہ نے گُنبد خضراء کو گرانے کامشورہ دیا جس پر عالم اِسلام کے اِحتجاج پر نجدی حکومت کو معذرت کرنی پڑی اور عید میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سالانہ جُلوس کے مُتعلِّق حُکّام سے لے کر عوام تک کی وابستگی سے مُتاثّر ہو کر وہابی، دیوبندی، مَودودی وغیرہم فِرقے کیسی فریادیں کرتے ہیں۔ یہ اسی اِبلیسی خباثت کا کرشمہ ہے۔

اِبلیس غالی توحیدی: اِبلیس تاحال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا قائل ہے اور توحید پر اتنا ثابت قدم ہے کہ وہ قیامت میں بھی دوزخ میں رہنا قبول کرلے گا لیکن غیر اللہ کی تعظیم یعنی آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنا گوارہ نہیں اِس سے بڑھ کر توحید کے عقیدہ پر تَصلُّب(شدّت) ومضبوطی اور کیا ہوسکتی ہے۔

فائدہ: یاد رکھئے کہ شیطان(اِبلیس) کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جو تیری تابعداری کرے گا اُسے اور تجھے جہنّم میں داخل کرونگا۔ یہ فرما کر واضح کردیا کہ شیطان کی برادری جہنّم میں ضرور جائیگی اوراُس سے اُس کی ذاتی غلطیاں یعنی عقائد مُراد ہیں اور اُس کے ساتھ شریک لوگوں کو بھی جہنّم نصیب ہوگی تواُن کے بدعقیدوں سے ورنہ ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں، اورنہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تواَعمال صالحہ کے لحاظ سے تاحال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا اور توحید میں رئیس المُوَحّدِین ہے یہاں تک کہ اب اُس کا نام پوچھنا ممکن ہو تو عَزازیل(بمعنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائیگا۔ اِبلیس، شیطان، رَجیم وغیرہ نہیں بتائے گا کیونکہ جتنااُسے صرف توحید میں اِنہماک(توجہ) ہے کوئی اوراُس کا ہم پلّہ نہیں ہوسکتا اُسے ہم توحیدِ اِبلیسی سے تَعبیر کرتے ہیں۔

شیطان شیخ نجدی کی شکل میں: تمام کُتُبِ حدیث وسِیرت وتاریخ باب ہجرۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں لکھتے چلے آئے اور ہم سب پڑھتے آئے اور پڑھتے رہیں گے کہ شیطان کو نجدیوں سے کتنا پیار ہے کہ وہ جب بھی اِنسانوں کے بَھیس(لبادے) میں آیا تو نجدی شیخ بن کر آیا۔ ہم اصل عربی لکھتے ہیں تاکہ ناظرین کو یقین ہو کہ اِبلیس کی برادری دنیا میں کہاں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمّا أَجْمَعُوا لِذَلِكَ وَاتّعَدُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِي دَارِ النّدْوَةِ لِيَتَشَاوَرُوا فِيهَا فِي أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ غَدَوْا فِي الْيَوْمِ الّذِي اتّعَدُوا لَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ يُسَمّى يَوْمَ الزّحْمَةِ فَاعْتَرَضَهُمْ إبْلِيسُ فِي هَيْئَةِ شَيْخٍ جَلِيلٍ بَتْلَةٌ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ الدّارِ فَلَمّا رَأَوْهُ وَاقِفًا عَلَى بَابِهَا . قَالُوا مَنْ الشّيْخُ؟ قَالَ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ سَمِعَ بِاَلّذِي اتّعَدْتُمْ لَهُ فَحَضَرَ مَعَكُمْ لِيَسْمَعَ مَا تَقُولُونَ وَعَسَى أَنْ لَا يُعْدِمَكُمْ مِنْهُ رَأْيًا وَنُصْحًا . قَالُوا أَجَلْ فَادْخُلْ فَدَخَلَ مَعَهُمْ [34]

---

[33] (روح البيان، سورة يوسف:9، 219/4، دار الفكر-بيروت)

[34] (سيرة ابن هشام، هجرة الرسول صلي الله عليه وسلم، 89/2، شركة الطباعة الفنية المتحدة)

(تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، ذكر الخبر عما كان من امر نبى الله صلى الله عليه وسلم عند ابتداء الله، 370/2، دار المعارف بمصر الطبعة: الثانية 1387 هـ 1967 م)

یعنی عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب کُفّار مکّہ نے اِجتماع کیا اور دار النَّدوہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تا کہ دار النَّدوہ میں رسول اللہ ﷺ کے مُتعلّق مشورہ کریں صبح صبح ہی تیاری کر کے آئے اور اُس دن کا یَومِ زَحْمَۃ نام رکھا گیا تو اِبلیس لعنۃ اللہ علیہ ایک بھاری چادر اوڑھ کر شیخِ نجدی کی شکل میں آکر دروازے پر کھڑا ہو گیا، دیکھا تو پوچھا آپ کون ہیں؟ کہا میں شیخِ نجدی ہوں اِس لئے آیا ہوں کہ تم رسول اللہ (ﷺ) کے لئے مشورہ کر رہے ہو میں بھی اُس میں شامل ہونا چاہتا ہوں تا کہ کوئی مُفید مشورہ دے سکوں، ممکن ہے تم اُس میں کوئی غلطی نہ کھا جاؤ۔ سب نے کہا خوب، آیئے تشریف لایئے، اِس پر وہ لعنتی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔

درسِ عبرت: کہاں مکّہ مُعظّمہ کہاں نجد لیکن جب آپس میں عشق و محبت ہو تو دوریاں ہٹ جاتی ہیں۔ اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کُفّارِ مکّہ نَبوّت دُشمنی میں شیطان نجدی کے بہت گہرے دوست تھے تبھی تو نام سن کر فوراً اھلاً و سہلاً خوش آمدید کہا۔

ابو جھل کواِبلیس کی شاباش: جب دار النَّدوہ (مکّہ شریف) میں حضور اکرم ﷺ کی دُشمنی میں کُفّارِ مکّہ نے مجلسِ شوریٰ میں مختلف آراء (رائے) قائم کیں تو:

فَقَالَ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ وَاَللّهِ إنّ لِي فِيهِ لَرَأْيًا مَا أَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَيْهِ بَعْدُ قَالُوا وَمَا هُوَ يَا أَبَا الْحَكَمِ ؟ قَالَ أَرَى أَنْ نَأْخُذَ مِنْ كُلّ قَبِيلَةٍ فَتًى شَابّا جَلِيدًا نَسِيبًا وَسِيطًا فِينَا ، ثُمّ نُعْطِي كُلّ فَتًى مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا ، ثُمّ يَعْمِدُوا إلَيْهِ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَيَقْتُلُوهُ فَنَسْتَرِيحَ مِنْهُ . فَإِنّهُمْ إذَا فَعَلُوا ذَلِكَ تَفَرّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ جَمِيعًا ، فَلَمْ يَقْدِرْ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ عَلَى حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِيعًا ، فَرَضُوا مِنّا بِالْعَقْلِ فَعَقَلْنَاهُ لَهُمْ . قَالَ فَقَالَ الشّيْخُ النّجْدِيّ : الْقَوْلُ مَا قَالَ الرّجُلُ هَذَا الرّأْيُ الّذِي لَا رَأْيَ غَيْرُهُ فَتَفَرّقَ الْقَوْمُ عَلَى ذَلِكَ وَهُمْ مُجْمِعُونَ لَهُ[35]

یعنی ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم محمد (ﷺ) کے مُتعلّق میری ایک رائے ہے جہاں تک تم ابھی نہیں پہنچے سب نے کہا اِرشاد فرمایئے وہ کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا میری رائے ہے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک جوان "زبردست" خاندانی اور ہم سے بہترین نکلے اور ہر جوان کے ہاتھ میں تیز دھار تلوار ہم دے دیں پھر وہ محمد (ﷺ) پر ایک ہی بار میں جھپٹ پڑیں اور محمد (ﷺ) کو قتل کر دیں تو اُس سے بے غم ہو جاؤ گے اور تمام قبائل میں اُس کا خون پھیلایا جائے بنو عبد مُناف کو تمام قوم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں صرف قید کو ہی پسند کریں گے ہم تسلیم کر لیں گے۔

نَبوّت دُشمنی کا مرکز: شیطان اِبلیس جب سے پیدا ہوا تو اُس نے نہ کہیں کوٹھی بنوائی نہ بنگلہ اور نہ ہی کسی خاص جگہ کو مرکز بنایا لیکن ہمارے رسول کریم ﷺ کے زمانہ اَقدس میں اُس نے اپنا خصوصی مَرکز نجد کو منتخب کیا جس کی نشاندہی رسولِ خدا ﷺ نے خود فرمائی حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رحمتِ مصطفیٰ ﷺ جوش میں ہے بار گاہِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی جا رہی ہے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا ،اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا . قَالَ « اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةَ هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالْفِتَنُ ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ[36]

---

[35] (سیرۃ ابن ھشام، ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، 91/2، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

[36] (صحیح البخاری، کتاب الفتن، الباب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من قبل المشرق، 2598/6، الحدیث 6681، دار ابن کثیر، سنۃ النشر: 1414ھ/1993م)

یعنی اے اللہ ہمارے لئے سارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کی دعا فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور ﷺ نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا مگر نجد کا نام نہ فرمایا۔ اُنہوں نے پھر توجہ دلائی کہ حضور یہ بھی دعا فرمائیں کہ نجد میں برکت ہو۔ غرض تین بار یمن اور شام کے لئے دعائیں فرمائیں۔ بار بار توجہ دلانے پر نجد کو دعا نہ فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا میں اُس اَزَلی (ہمیشہ سے) محروم خِطّہ کو دعا کس طرح فرماؤں وہاں توز لزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہو گا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی نگاہِ پاک میں دجّال کے فتنہ کے بعد نجد کا فتنہ تھا جس کی آپ نے اِس طرح خبر دے دی۔

فائدہ: اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ نجد خیر وبرکت کی جگہ نہیں بلکہ فتنہ وشر کی جگہ ہے کیونکہ اِمام الاَنبیاء والمُرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اُس خِطّہ کو اپنی دعائے خَیر سے محروم فرمادیا اور ہمیشہ کے لئے اُس خِطّہ کی محرومی پر مُہر ثَبت ہو گئی۔

نجدی کس کا لقب؟: اِسی لئے شیطان نے ہر اہم شرارت اور نَبوّت دُشمنی میں شیخ نجدی کا رُوپ دھارا اِسی وجہ سے اُس کا لقب شیخ نجدی پڑ گیا ہے چنانچہ غِیاثُ اللُّغات میں ہے کہ "نجدی لقبِ شیطان است" یعنی شیخ نجدی شیطان کا لقب ہے۔

لطیفہ: یہ لقب محمد بن عبد الوہاب اور اُس کی آل اور اُس کے مرکزی پیروکاروں کے لئے آج بھی جُزوِلاینفک[37] ہے مثلاً شیخ عبد العزیز بن باز، شیخ ابن السبیل، شیخ فلاں بن فلاں وغیرہ۔ یہ لقب نجدیوں کے لئے ہے غیروں کے لئے نہیں ہے۔

نوٹ: اِس نَبوی دعا سے محرومی اور غَیبی خبر[38] کی تفصیل فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی کی نشانی" میں مُلاحظہ ہو۔

قرآنی فیصلہ:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنسان عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۔ (پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۵۳)

ترجمہ: بیشک شیطان اُن کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دُشمن ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ (پارہ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۶۰)

ترجمہ: اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے عَہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا، بیشک وہ تمہارا کُھلا دُشمن ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنسان عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ (پارہ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۵)

ترجمہ: بیشک شیطان آدمی کا کُھلا دُشمن ہے۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌo وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌo وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۔

(پارہ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۶۰۔۶۲)

ترجمہ: بیشک وہ تمہارا کُھلا دُشمن ہے۔ اور میری بَندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے۔ اور بیشک اُس نے تم میں سے بہت سی خَلقت کو بہکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہ تھی۔

---

[37]) ایسا حصہ جو کبھی الگ نہیں کیا جاسکتا۔

[38]) وہاں زلزلے اور فتنے اُٹھیں گے اور شیطان کا سینگ اُبھرے گا۔

اِن آیات کے علاوہ دیگر آیاتِ قرآنی کی تَصریح بتاتی ہے کہ شیطان اِنسان کا سب سے بڑا دُشمن ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اِنسان اُس کے ساتھ جہنّم میں جائے اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے اور ظاہر ہے کہ دائماً جہنّم میں گنہگار کو نہیں رہنا کافر اور بے ایمان کو رہنا ہے کیونکہ گنہگار کے لئے شَفاعَتِ اَنبیاء واَولیاء ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین نے سِرے سے شَفاعَت کا اِنکار کر دیا تا کہ اِبلیس کی حِمایَت ہو اِسی لئے اُس کے چیلے اَعمال صالحہ کے لئے خوب سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں لیکن عقائدِ صحیحہ سے عوام کو ناواقف رکھتے ہیں بالخصوص اَنبیاء واَولیاء کی عزّت واِحترام دل سے نکالنے کے لئے شب وروز مُنْہَمِک(مصروف) ہیں اِسی کو جہادِ اَکبر سمجھتے ہیں چونکہ اِبلیس کا اصلی مشن (Mission)ہی اَنبیاء واَولیاء سے دُشمنی ہے اِسی لئے اُس کے چیلے تا قیامت اُس کے اِس مشن (Mission) کو زندہ رکھنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہیں گے۔

کمالاتِ رسول ﷺ سے عِناد وبُغض: روح البیان، پارہ ۱۵، آیتِ اَسراء میں ہے کہ شبِ معراج کے سفر سے حضور نبی کریم جُوں(جیسے) ہی واپس تشریف لائے تو آسمانِ دنیا سے نیچے دیکھا تو شور وغل، دھواں اور سخت آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ آپ نے جبریل علیہ السّلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی کہ یہ شَیاطین کی شَرارت ہے صرف اِس غرض پر کہ اِنسان (آپ ﷺ)مُلْکُ السَّمٰوٰت(خدا کی سلطنت) کو نہ دیکھ سکیں۔ اگر اُن کی مذکورہ شَرارت نہ ہوتی تو تمام اِنسان آسمانوں کے عَجائِبات کو دیکھ لیتے۔

چیلے: اِبلیس وشَیاطین رسول اکرم ﷺ کے کمالات سے کتنا ناراض ہے اور اُنہیں چُھپانے کے لئے کتنا جَتَن کرتے ہیں یہاں تک کہ لعنتی بننا منظور اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا گوارہ کر لیا لیکن ایک نبی(آدم علیہ السّلام) کی تعظیم وتکریم کا اِعتراف نہ کیا یہی کیفیّت ہمارے دور کے بعض لوگوں کی ہے کہ اُن کے پڑوس میں لاکھوں برائیاں ہوتی رہیں گی کبھی ٹَس سے مَس نہ ہوں گے لیکن کسی غریب سے نعت خوانی یا "اَلصَّلاۃُ وَالسّلام عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ" کی آواز سن لیں تو پھر اُس کی خیر نہیں ایسا طوفان بپا کریں گے کہ گویا بہت بڑے جہاد میں اُترے ہیں یہاں تک کہ جیل میں جانا منظور کر لیں گے لیکن مَجلِسِ نعت خوانی اور محفلِ میلاد قائم نہیں ہونے دیں گے اور نہ ہی درود مذکور سننا گوارہ ہے اگر چہ ہزاروں اَذیّتیں برداشت کرنی پڑیں۔

وسیلہ کا اِنکار: آدم علیہ السّلام کو اِبلیس کے سجدہ نہ کرنے کی عِلّت نبی علیہ السّلام کو وسیلہ نہ ماننے پر مبنی تھا چنانچہ بَیضاوی شریف، پارہ اوّل میں ہے:

باستقباحه أمر الله تعالى إياه بالسجود لآدم اعتقاداً بأنه أفضل منه . والأفضل لا يحسن أن يؤمر بالتخضع للمفضول والتوسل به كما أشعر به قوله ﴿أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ﴾ (39)

یعنی اِبلیس کا اِنکار اَز سجدہ کا سبب اللہ تعالیٰ کو قَبیح(برا) سمجھنے کی وجہ سے تھا کیونکہ اِبلیس کا عقیدہ تھا کہ وہ اَفضل ہے اور اَفضل نہ تو مفضول کے سامنے عجز ونیاز کا اِظہار کرے اور نہ ہی اُسے وسیلہ بنائے۔

ازالۂ وھم: اِبلیس کے لعنتی ہونے کا سبب ترکِ واجب یعنی سجدہ نہ کرنا بتانا خَوارِج کا عقیدہ ہے چنانچہ علّامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، حاشیہ بیضاوی، صفحہ ۳۰۵ میں لکھتے ہیں: (قوله لا به ترك الواجب) كما زعم الخوارج متمسكين بهذه الاية۔

اِبلیس کا ترکِ واجب لعنتی ہونا اُس کا اِستدلال آیت ہٰذا سے خَوارِج نے کیا یعنی خوارج کا عقیدہ ہے کہ اِبلیس کا لعنتی ہونا آدم علیہ السّلام کی ترکِ تعظیم سے نہیں بلکہ ترکِ واجب سے ہے ہم کہتے ہیں ترکِ واجب کا اصلی مُوجِب(سبب) کیا تھا وہی آدم علیہ السّلام کی تعظیم وتکریم کے سجدہ سے اِنکار۔

---

[39] (تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل. سورة بقرة:34. 71/1. دار إحياء التراث العربي – بيروت. الطبعة: الأولى 1418 هـ)

سب سے پہلا وسیلہ کا منکر کون؟ یقین فرمائیں کہ سب سے پہلا منکر از وسیلہ (اَنبیاء واَولیاء) اِبلیس ہے جیسا کہ قاضی بیضاوی کی تصریح سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آدم علیہ السّلام کو وسیلہ بنانے کا اِنکار اِبلیس نے کیا تو آج جو لوگ وسیلہ اَنبیاء واَولیاء کو شرک اور حرام کہتے ہیں وہ کس کھاتے میں جائیں گے خود سوچیئے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے خوارِج کے مذہب کی نشاندہی کی ہے تو آج ہمارے دور کے فرقوں میں یہی اِنکار دیکھ کر کیوں نہ کہیں کہ یہی لوگ خوارِج کا بقایا ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اہلسنّت وجماعت اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ مان کر اِبلیس کی تلبیس سے خوارِج کی شرارت سے محفوظ ہیں۔

اَنبیاء واَولیاء کے وسیلہ کا منکر ابلیس: جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کو سَریر (تخت) سلطنت ملا اور اِنس وُطیور (انسان اور پرندے) اُن کے تابع کئے گئے تو حضرتِ عزّت عزّوجلّ میں عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مُطیع کر دیجئے حکم ہوا کہ فتنہ عالم ہے اُس کو اپنے پاس مت بلایئے ورنہ تمہارے ملک داری میں خَلل واقع ہو گا لیکن حضرت نے باِصرار یہی اِلتجا کی تو شیطان کو حکم ہوا کہ جا کر سلیمان علیہ السّلام کی فرمانبرداری کر۔ ناچار (بے بس ہو کر) حاضر ہوا اور پایہ تخت کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرت نے پوچھا روتا کیوں ہے؟ بولا کہ بھلا تھا یا بر املعون تھا یا مرحوم مقہور (لائقِ غضب) تھا یا مَردود جیسا تھا اُسی در کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقۃ میرے گلے میں طَوقِ لعنت پڑ گیا اور سچ مُچ کا مَردود ہو گیا کیونکہ غیر کا تابع کیا گیا۔

"حضرت (سلیمان علیہ السّلام) نے تسلّی دی کہ میرا تو یہ اِرادہ تھا کہ قیامت کے دن بَہِشْت میں تجھ کو ہمراہ لے چلوں گا۔ بھلا شیطانِ اِس لالچ میں کب آتا تھا کہا واہ حضرت! ایسا بَہِشْت کہ غیر کے تَوَسُّل (واسطے) سے ملے ہزار دوزخ سے بڑھ کر عذابِ الیم ہے اور جس دوزخ کے لئے خاص سرکاری (اللہ تعالیٰ) حکم ہوا اُس پر ہزار نعیم بَہِشْت قربان ہیں۔"[40] (تذکرہ غوثیہ، صفحہ ۲۳۹)

فوائد:

(۱) اَنبیاء علیہم السّلام کی دعا ردّ نہیں ہوتی (۲) شیطان توحید کے معاملہ میں اپنی نَظِیر (مثال) آپ ہے کہ اُلٹا نبی علیہ السّلام کی غلامی کو طَوقِ لعنت سمجھتا ہے۔ (۳) اَنبیاء علیہم السّلام کو غیر غیر کی رٹ لگانا شیطان کا طریقہ ہے۔ (۴) وسیلہ اَنبیاء کا پہلا منکر شیطان اِبلیس ہے۔

بقایا حکایت مذکورہ: "تین (03) دن تک شیطان روتا رہا آخر اُس کی گِریہ وزاری اور آہ و بیقراری (رونے) نے اَثر دکھایا۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو حکم تھا کہ اپنے لئے قُوتِ لایَموت[41] حاصل کریں چنانچہ زَنبیل بَافی (جھولی / ٹوکری بنانے کا کام) کیا کرتے تھے۔ ان تین دن کے عرصے میں کوئی زَنبیل نہ بکی اور حضرت (سلیمان) کو روٹی نصیب نہ ہوئی، ناچار التجا کی کہ اب کیونکر بَسر کروں خزانہ سے کھانے کا حکم نہیں اور زَنبیل کے دام نہیں اُٹھتے۔ حکم ہوا کہ زَنبیل بکے کیونکر دَلال تو تمہارے پاس مُقیّد (قید) ہے، عرض کی کہ الٰہی تو اپنی بلا کو اپنے ہی پاس رکھ میں اُس کی اِطاعت سے باز آیا۔ غرض چوتھے دن اُس دلاور پہلوان نے قید سے رہائی پائی اور اَطرافِ جہاں میں پھر وہی دھوم مچائی۔"[42] (تذکرہ غوثیہ، صفحہ ۲۳۹)

---

40) (تذکرہ غوثیہ از حضرت مولانا گل حسن شاہ قادری، ص 265، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

41) اس قدر خوراک جو زندگی قائم رکھنے کے لیے کافی ہو۔

42) (تذکرہ غوثیہ از حضرت مولانا گل حسن شاہ قادری، ص 265، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

مزارات کی حاضری کااِنکار: ایک دن موسیٰ علیہ السّلام سے اِبلیس (شیطان) مِلا اور عرض کی اے موسیٰ (علیہ السّلام) اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول اور کلیم کے لقب سے نوازا میں بھی اُس کی مخلوق میں شامل ہوں۔ مجھ سے ایک گناہ سَرزَد ہو گیا ہے اُس کی توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ بارگاہِ الٰہی میں میری سفارش فرمایئے تاکہ میری توبہ قبول ہو جائے اور مجھے معافی نصیب ہو۔ موسیٰ علیہ السّلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اب اِبلیس (شیطان) معافی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ (علیہ السّلام) میری ناراضگی آدم (علیہ السّلام) کی وجہ سے ہے اُس نے اُسے سجدہ نہ کیا تو میں ناراض ہو گیا اب اگر وہ معافی چاہتا ہے تو آدم (علیہ السّلام) کی قبر پر جائے اور اُس کی قبر کو سجدہ کرے میں راضی ہو جاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے شیطان کو اللہ تعالیٰ کا پیام سنایا شیطان نے کہا اے موسیٰ (علیہ السّلام) رہنے دیجئے! میں نے جب آدم (علیہ السّلام) کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو اب اُن کے مرنے کے بعد اُن کی قبر پر جا کر سجدہ کروں یہ کبھی نہ ہو گا فلہٰذا مجھے ایسی معافی کی ضرورت نہیں۔ (روح البیان، جلد ا، صفحہ ۷۲)

حیاتِ اَنبیاء کااِبلیس کواِنکار: حضرت ابو العالیہ سے مَروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی نے قرار پکڑا (کشتی رکی) تو دیکھا کہ اِبلیس کشتی کے پچھلے حصے پر ہے۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا اے بدبخت! تیری وجہ سے تو ساری قوم تباہ و برباد ہوئی تو خود زندہ بچ گیا۔ اِبلیس نے پوچھا میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بارگاہِ ربِّ العزّت میں سچے دل سے تائِب ہو جا۔ عرض کی مجھے کون سا اِنکار ہے۔ اللہ سے اِجازت لیجئے میں حاضر ہوں۔ نوح علیہ السّلام نے بارگاہِ حَق میں اِلتجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُسے کہیے کہ وہ آدم (علیہ السّلام) کو سجدہ کرلے میں اُسے معاف کر دوں گا۔ نوح علیہ السّلام نے شیطان سے کہا تجھے مبارک ہو میں تیرے لئے معافی کا پیغام لایا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ تم مزارِ آدم (علیہ السّلام) کو سجدہ کرو۔ اِبلیس لَعین نے کہا جب وہ زندہ تھے میں نے اُنہیں سجدہ نہ کیا اب مُردہ کو کیسے سجدہ کروں۔

آدم علیہ السّلام جیسے عالمِ دنیا میں زندہ تھے اور اُن کو سجدہ روا رکھا گیا اُن کے وصال کے بعد بھی اُن کے سجدے کا حکم ہوا۔ اِس سے ثابت ہوا کہ اَنبیاء علیہم السّلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔ اِسی طرح اَولیاءِ کاملین بھی اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔ حضرت صائِب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مشو بمرك زامداد اهل دل نومید ... که خواب مردم آگاه عین بیداریست

یعنی اَہلِ دل اَولیاء واَنبیاء کی موت سے نااُمید نہ ہو کیونکہ اُن کی موت ظاہری اُن کی عَینِ حیات ہے۔

لیکن شیطان مَلعون اِس نکتہ سے بے خبر رہا کہ اِس لئے حَق کے قبول کرنے سے اِنکار کر دیا۔

صاحبِ رُوح البیان شیطان کے لئے اُوپر کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں: ومثله من ينكر الأولياء او زيارة قبورهم والاستمداد منهم [43]

یعنی وہ لوگ جو اَولیاء کے کَمالات اور اُن کے مزارات کی زیارت اور اُن سے مدد مانگنے کے منکر ہیں شیطان کے چیلے ہیں۔

فوائد:

(۱) وہابی اور بعض دیوبندی یعنی غلام خانی اُسی جسمانی زندگی (اَنبیاء واَولیاء) کے منکر ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ اِبلیس مَلعون کی پیروی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(۲) محبوبانِ خدا کے مزارات کی حاضری عَین مُرادِ ایزدی ہے لیکن شیطان اُس کا منکر ہے یہی وجہ ہے کہ اُس کے چیلے آج بھی مزارات کی حاضری سے مَحروم ہیں بلکہ حاضری دینے والوں کو مُشرِک کہتے ہیں۔ آزما کر دیکھئے کہ سینکڑوں میل اپنے سر پر بستر اُٹھا کر پہنچیں گے لیکن دو قدم قریب کے مزار پر جانے سے کترائیں گے بلکہ "لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ" [44] (الحدیث) کی رٹ لگائیں گے اور یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کا مزارات پر نہ جانا اُن کا مذہبی جذبہ ہے بلکہ یوں سمجھو کہ

---

[43]) (روح البیان، سوره هود، 4، 137/44، دار الفکر- بیروت)

[44]) (صحيح البخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، 1/398، الحديث 1132:، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

اللہ تعالیٰ اُن کو ایسے مُقدّس مقامات پر آنے نہیں دیتا۔ ورنہ وہ حدیث شریف "اِلّا فَزُوْرُوْھا"(45)خبر دار قبروں کی زیارت کرو تو کبھی کبھار مزارات پر چلے جائیں تا کہ حدیث شریف پر عمل ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مزاراتِ اَولیاء بَہشْت کی کیاریاں ہیں۔

إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ(46) یعنی مؤمن کی قبر جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

تو جنّت میں وہی داخل ہو سکتا ہے جو جنّتی ہے جو اُس کا اہل نہیں اُسے اُس کی خوشبو سونگھنا بھی نصیب نہ ہو گا اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اَولیاء اللہ کی شان بیان کرتے وقت لفظ "اِلّا "(خبردار) فرمایا تا کہ یقین ہو کہ یہ مُقدّس گروہ ہے اس کے پاس پلید و خبیث کو خود اللہ تعالیٰ نہیں آنے دیتا۔ دیکھئے ہم مسجد جیسی مُقدّس جگہ پر کتوں کو نہیں آنے دیتے اِس لئے کہ وہ پلید ہے اِسی سے سمجھ لیں کہ جس گروہ کو مزاراتِ اَولیاء سے محرومی ہے وہ اَزَلی بد قسمت ہیں اور ابلیس کے پیروکار۔

ازالۂ وھم: اَوقاف کی طرف سے مُراعات کا سب کو معلوم ہے کہ مزارات پر ایسے محسوس ہو گا کہ یہ سات پشتوں سے مزارات کے مُجاوِر ہیں لیکن اُن کو منجانب اللہ سزا ہے کیونکہ اُن کا فتویٰ ہے کہ مزارات کی آمدنی حرام اور اُن پر جانا حرام۔ لیکن اب حال یہ ہے کہ اُن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا مزارات ہیں اُن کی اولاد اُسی خوراک سے پیدا ہو گی تو بقول اُن کے غذا حرام تو اَولاد کا کیا حکم ہے۔

حدیثِ قُدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی کا دُشمن ہے میرا اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے(47) اِس معنی پر یہ اُن کے لئے عذابِ الٰہی ہوا کہ حرام کا فتویٰ دے کر نہ صرف خود بلکہ تمام کنبہ مزارات کی آمدنی سے پال رہے ہیں بلکہ مزارات کی غذا سے رہتی دنیا تک اُن کی نسل میں مزارات کی آمدنی کے اَثرات پائے جائینگے۔

نیز دار و مدار نیت پر ہے اُن کا مزارات پر مُجاوِر رہنا اور اُن کی آمدنی ہڑپ کرنا تَبَرُّک(برکت حاصل کرنے) اور نیک اِرادہ کے طور نہیں بلکہ رام رام جپنا پرایا مال اپنا کے طور پر ہے۔

خُلاصہ یہ کہ محبوبانِ خدا کے وسیلہ کو شرک اور حرام کہنا اُسی اِبلیس کی کارستانی ہے اور اُس نے طَوقِ لعنت پہنتے وقت بڑی جرأت کر کے اللہ تعالیٰ کو کہہ دیا تھا کہ مجھے تیری ذات کی قسم اِن آدم زادوں کو میں اپنا ہمنوا بنا کر چھوڑوں گا۔

حضرت مولانا محمد انوراللہ اَتالیق نوابِ دکن اور خلیفہ اَعظم حضرت حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکی رحمہا اللہ نے فرمایا کہ دین میں اَدب کی نہایت ضرورت ہے اور جس کسی کی طبیعت میں گستاخی اور بے اَدبی ہو ضرور ہے کہ اُس کے دین میں کچھ نہ کچھ عِلّت(خرابی) ہو گی۔ اِس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السّلام کے مقابلہ میں گستاخانہ " اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ "(پارہ۸، سورۃالاعراف، آیت ۱۲)(میں اس سے بہتر ہوں) کہا اور اَبَدُ الآباد(ہمیشہ) کے لئے مَردودِ بارگاہِ کبریائی ٹھہرا اُسی وقت سے آدمیوں کی عَداوت اُس کے دل میں جمی اور اُن کی خرابی کے درپے ہوا۔

کماقال "لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ "(ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا) (پارہ۲۳، سورۃص، آیت ۸۲)

(صحیح مسلم ، کتاب الحج ، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، 976/2، الحديث: (827)-2383، دار إحياء الكتب العربية)

45) (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجنائز، قد كنت قد نهيتكم، عن زيارة القبور ألا فزوروها، 532/1، الحديث: 1393، دار الكتب العلمية، بيروت)

46) (سنن الترمذى، كتاب صفة القيامة، باب لو اكثرتم ذكرها ذم اللذات اشغلكم عما ارى، 551/4، الحديث 2460، دار الكتب العلمية)

47) (روح البيان، سوره هود، 110إلي 111 ،193/4، دار الفكر- بيروت)

کئی اَقسام کی تدابیر سوچیں مگر اِس غرض کو پوری کرنے میں اِس سے بہتر کون سی تدبیر ہو سکتی ہے جس کا تجربہ خود اُسی کی خواہش پر ہو چکا ہے یعنی دعویٰ اَنانیّت اور ہَمسَری بزرگانِ دین (بزرگانِ دین سے برابری)۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے اَدبی کو مَردود بنانے میں نہایت درجہ کا اَثر اور کمال ہے اِس لئے "اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" (تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو) کی عام تعلیم شروع کر دی۔ چنانچہ ہر زمانے کے کُفّار نے اَنبیاء علیہم السّلام کے مقابلہ میں یہی کہا اب اِس کلام کو دیکھئے تو اِس میں بھی وہی بات ہے جو "اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ" (یعنی میں اس سے بہتر ہوں) میں تھی اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی بے موقع نہیں کیونکہ تابع و متبوع کی ہِمّتوں میں اتنا فرق ضرور ہے جس پر تَفاوُتِ درجات و دَرَکات (طبقات) مُرتَّب ہو۔ غرض کہ اَنبیاء علیہم السّلام ہزار ہا معجزے دکھائیں مگر کُفّار کے دلوں میں اُن کی عَظمَت اُس نے جمنے نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے اُن کی عَظمَت کو مان لیا اور مسلمان ہوئے اُن سے کس قدر اُس کو مایوسی ہوئی کیونکہ اُن سے تو وہ بیباکی نہیں ہو سکتی تھی جو کُفّار سے ظہور میں آئی یہاں اُس فکر کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز دکھائی جائے جو دین میں بھی محمود (پسندہ) ہو آخر یہ سوچا کہ راست گوئی (سچّی بات کہنے) کے پردہ میں یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ بس یہاں سے دروازہ بے اَدبی کا کھول دیا اب کیسی ہی ناشائستہ (نامناسب) بات کیوں نہ ہو اُس لباس میں آراستہ کر کے اَحمقوں (بے وقوفوں) کے فَہم (دماغ) میں ڈال دیتا ہے اور کچھ ایسا بیوقوف بنا دیتا ہے کہ راست گوئی کی دُھن میں نہ اُن کو کسی بُزرگ کی حُرمَت و توقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے اَنجام کا اَندیشہ۔ چنانچہ کسی بیوقوف نے خود آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے ہیں اِس میں عدل و انصاف نہیں کر رہے تفصیل بابُ المنافقین میں ہے۔

نبی بشر ھے ابلیس نے کھا: سب سے پہلے نبی علیہ السّلام کو بَشر بَشر کی رٹ شیطان (ابلیس) نے لگائی چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اُس سے سوال کیا:

قَالَ يٰۤاِبلِيس مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ (پارہ۱۴، سورۃالحِجر، آیت ۳۲)

ترجمہ: فرمایا اے اِبلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔

جواب میں اِبلیس نے کہا: لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ (پارہ۱۴، سورۃالحِجر، آیت ۳۳) **ترجمہ:** مجھے زَیبا نہیں کہ بَشر کو سجدہ کروں۔

یعنی اِس جُملہ سے اِبلیس کا اِرادہ حضرت آدم علیہ السّلام کی حَقارت کا اِظہار تھا اور اُنہیں بجائے خلیفة الله الا عظم اور مسجود المَلائِكه، نبی الله، رسول الله کہنے کے، وہ صفت بتائی جو اُن کی کمی شان پر دلالت کرتی ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ اَنبیاء علیہم السّلام بَشر ہیں لیکن وہ محبوب اور رسول اور نبی وغیرہ بھی تو ہیں۔ اُن کو اِس صفت سے بار بار ذکر کرنا جو عامی (عام لوگوں کی) صفت ہے یہ عقیدہ اِبلیسی ہے اِس کی مزید تفصیل آئیگی۔ (ان شاء اللّٰه)

مَلائِکہ نے دیکھا: آدم علیہ السّلام کو بَشر اور مٹی کا پتلا کہنے کا حَق تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنے ہاتھوں آدم علیہ السّلام کا مُجسمّہ تیار کیا اور اُن کے سامنے ہی آپ مٹی سے تیار ہوئے لیکن اُس کے باوُجود بلا چوں و چرا (بغیر اعتراض کے) سجدہ میں گر گئے اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کی صرف آدم علیہ السّلام کی بَشریّت پر نظر نہ تھی بلکہ ایک دوسری حَقیقت کو دیکھا۔ اِمام فخر الدین رازی قُدّسَ سِرّہ نے لکھا کہ

وَالرَّابِعُ: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ.[48]

یعنی فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا اِس لئے حکم دیا گیا تھا کہ نورِ محمد ﷺ آدم کی پیشانی میں تھا۔

---

[48] (تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، سورةالبقرة:252، 525/6، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

فائدہ: یہی وجہ ہے کہ مَلائکہ کرام کی نظر نبی کے نور پر تھی۔ وہ سجدہ میں گر گئے اور قُربِ خداوندی حاصل کر لیا اور جس کی نظر نبی کی بَشریّت پر تھی وہ تکبّر کر کے اِبلیس لَعین ہوا اور اَبدی لعنت کا طَوق پہن لیا حالانکہ نبی علیہ السّلام کی بَشریّت کوئی مُختَلف فیہ مسَلہ نہیں ہے بلکہ اِختلاف اِس اَمر میں ہے کہ کیا نبی علیہ السّلام کی بَشریّت کو اپنی بَشریّت پر قیاس کر کے یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ ہم جیسے بَشر تھے۔ پس عُلماءِ اَہلِ سنّت کا مسلک یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بَشریّت کو عام اِنسانوں کی بَشریّت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

شیطان کو نور نظر نہ آیا:

لو أبصر الشيطان طلعة نوره ... في وجه آدم كان أول من سجد[49](المواہب اللدنیہ)

یعنی اگر شیطان چشمِ بصیرت سے نورِ محمدی ﷺ کو دیکھتا تو سب سے پہلے سجدہ کرتا۔

اَنبیاء کو بشر کہنا اِبلیس اور کافروں کا شیوہ ہے:

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ ۔(پارہ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۳) **ترجمہ:** (اِبلیس) بولا مجھے زَیبا نہیں کہ بَشر کو سجدہ کروں۔

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔(پارہ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۲۴) **ترجمہ:** (کافروں نے کہا) یہ (نبی) تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۔(پارہ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۳۴)

ترجمہ: (کافروں نے کہا) اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی (نبی) کی اِطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔(پارہ۲۲، سورۃ یٰسین، آیت ۱۵) **ترجمہ:** (کافر) بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا ۔(پارہ۲۸، سورۃ التغابن، آیت ۶)

ترجمہ: تو (کافر) بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے؟ تو اس قول سے کافر ہوئے اور پھر گئے۔

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا ۔(پارہ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۴۷)

ترجمہ: تو (فرعون اور اسکے درباری) بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر۔

یہ نمونہ کی آیات اِبلیس سے لے کر حضور سرورِ عالم ﷺ کے ہمزمان مُشرِکوں کی ہیں اور ہمارے دَور کے فِرقوں سے پوچھئے تو وہ کیا کہتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی سے لے کر مولوی قاسم نانوتوی تک لکھتے ہیں کہ:

حضور ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔[50](تقویۃ الایمان، از اسماعیل دہلوی، صفحہ ۵۸)

گاؤں میں جیسا درجہ چوہدری، زمین دار کا ہے ویسا درجہ اُمّت میں نبی کا ہے۔[51](تقویۃ الایمان، از اسماعیل دہلوی، صفحہ ۶۱)

نبی کا ہر جھوٹ سے پاک ہونا اور معصوم ہونا ضروری نہیں۔[52](تصفیۃ العقائد از قاسم نانوتوی، صفحہ ۲۵)

---

[49] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام ، 55/1. المكتبة التوفيقية. القاهرة مصر)

[50] (تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الرابع ذکر ردالاشراک فی العبادات، ص80، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

[51] (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، ص85، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار کراچی)

[52] (تصفیۃ العقائد، ص22 اور 24، از مولوی محمد قاسم نانوتوی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور، یوپی، بھارت)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔[53](تقویۃ الایمان،از اسماعیل دہلوی،صفحہ ۵۶)

حضور اکرم ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔[54](تقویۃ الایمان،از اسماعیل دہلوی،صفحہ ۵۹)

اور دیوبند کے قُطبِ عالم مولوی گنگوہی نے لکھا کہ "لفظ **رحمۃللعالمین** صفتِ خاصّہ رسول ﷺ کی نہیں ہے۔" **معاذاللّٰہ ثم معاذاللّٰہ**[55](فتاویٰ رشیدیہ ازرشید احمد گنگوہی، جلد ۲، صفحہ ۱۲)

اُن کی کتابیں تواِس طرح کے کُفریات سے بھری پڑیں ہیں اَہلِ انصاف کے لئے فقیر نے کچھ حوالے پیش کئے ہیں۔

تبصرہ اُویسی: غالباً آیت قرآنی "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیائ، آیت ۱۰۷)

"**ترجمہ:** اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے نظر سے نہیں گزری اور اگر گزری ہے تو کیا اِنکارِ آیتِ قرآن پر کوئی فتویٰ صادر ہو سکتا ہے یا نہیں، یہ وقت بتائیگا۔

"فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ" (پارہ ۷، سورۃ الاعراف، آیت ۷۱)

ترجمہ: تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں یہ صرف نمونہ عرض کیا گیا ہے اُن کی تفصیل مع تشریح کے لئے فقیر کی کتاب "المسائل فی شرح مرأۃ الدلائل" میں ہے۔

سوال: جب حضور ﷺ بَشر ہیں تو پھر اُنہیں بَشر کہنے میں حَرَج کیا ہے؟

جواب: یہ قاعدہ شَرعی اُصول میں سے ہے کہ کسی ایک شئے کا ہونا اور بات ہے پھر اُس پر کسی شئے کا اطلاق نہ ہونا اور بات مثلاً اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے یہاں تک کہ خنزیر، کتّے، بلے اور وہ تمام بُری اَشیاء جنہیں مخالف حضور علیہ السّلام کے حاضر وناظر کے مُتعلّق لکھتے ہیں خود فرماتا ہے:

"قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ" (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۱۶) **ترجمہ:** تم فرماؤاللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے۔

لیکن باوُجود اِیں ہَمہ علمِ کلام کی کُتب میں اللہ تعالیٰ کو خالق القاذُورات (غلاظت کا خالق) کہنا جُرم ہے۔ "**کماقال الملاعلی القاری**": **خالق الکلب والخنزیر** کہنا بے اَدبی وگستاخی۔[56]

"**کذاقال التھانوی فی البوادر النوادر**" نتیجہ نکلا کہ اِجمالی طور تو کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے لیکن تفصیل کے وقت بُری اَشیاء کا نام لے کر کہنا بے اَدبی، گستاخی اور کُفر ہے اِس طرح حضور ﷺ کو بَشر مان لیں گے لیکن زبان پر نہ لائیں گے کہ یہ کلمہ گستاخوں نے اِستعمال کیا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "نوروبشر" میں ہے۔

اِبلیس نور کا منکر: رسولِ خدا ﷺ کے نور مبارک کا سب سے پہلے اِبلیس نے اِنکار کیا چنانچہ مُفَسّرین کرام لکھتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو فرمایا کہ زمین سے ہر قسم کی سُرخ، سفید، سیاہ، کھاری، میٹھی، نرم، سخت، خشک، تر مٹی لاؤ فرشتوں نے تعمیل

---

[53] (تقویۃ الایمان، ص66، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دھلی)(تقویۃ الایمان، ص126، تشریحی حواشی: مولاناسیدابوالحسن علی ندوی، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردوبازار لاہور)

[54] (تقویۃ الایمان، الفصل الخامس فی ردالاشراک فی العادات، ص132، مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردوبازار لاھور)

[55] (فتاوی رشیدیہ کامل، کتاب العقائد، ص244، دار الاشاعت، اردوبازار، کراچی)

[56] (موسوعۃ رسائل الملا علي القاري. ضوء المعالي لبدء الأمالي. 535/3. دار الكتب العلمية. بيروت–لبنان. الطبعة: الأولى. 1446 ھ 2025م)

کی۔ اُسی مٹی سے پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السّلام کا خوبصورت پُتلا بنایا اور اُس میں اپنی رُوح پھونکی اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور اُن کی پُشت میں بطورِ اَمانت رکھا۔ جس کی وجہ سے اُن کی پیشانی آفتاب وماہتاب کی طرح چمکنے لگی، چنانچہ علّامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفي الخبر: لما خلق الله تعالى آدم جعل" أودع "ذلك النور" نور المصطفى "في ظهره فكان" لشدته "يلمع في جبينه فيغلب على سائر" باقي "نوره" [57] (زرقانی علی المواہب، جلد۱، صفحہ۹۶)(السیرۃ الحلبیۃ، الجزء۱، الصفحۃ۶۷)

یعنی حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو نورِ مصطفیٰ ﷺ کو اُن کی پُشت مبارک میں رکھ دیا تو وہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوُجود پُشتِ آدم میں ہونے کے پیشانی آدم سے چمکتا تھا۔

فائدہ: پشتِ آدم علیہ السّلام میں اُن کی تمام اولاد کے وہ لَطیف اَجزاءِ جِسمیّہ تھے جو اِنسانی پیدائش کے بعد اُس کی ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اُس کے اَجزاءِ اَصلیّہ کہلائے جاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السّلام بلکہ ہر باپ کے صُلب میں اُس کی اولاد کے ایسے ہی لَطیف اَجزائے بدنیہ موجود ہوتے ہیں جو اُس سے منتقل ہو کر اُس کی نسل کہلاتی ہے اولاد کے ا ُن ہی اَجزائے جِسمیہ کا آباء کے اَصلاب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان وَلدیّت اور اِبنیّت کے رشتہ کا سنگِ بنیاد اور سببِ اَصلی ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی پُشت میں قیامت تک ہونے والی اولاد کے اَجزائے اَصلیہ رکھ دیئے۔ یہ اجزاء رُوح کے اَجزا نہیں کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سماسکتی ہے ایک سے زائد ایک بدن میں روح نورِ ذاتِ محمدی ﷺ کی شُعاعیں تھیں۔

آدم علیہ السّلام کو سجدہ کس لئے: اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرو۔ اِمام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: أن الملائكة أمروا بالسجود لآدم لأجل أن نور محمد عليه السّلام في جبهة آدم [58]

یعنی کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اِس وجہ سے تھا کہ اُن کی پیشانی میں محمد ﷺ کا نورِ پاک تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ وہ تعظیم و تحیّت در حقیقت نورِ محمدی ﷺ کی ہی تھی چنانچہ تمام نوری فرشتے اُس نورِ اَعظم کی تعظیم کے لئے جُھک گئے اور مقبول ہو گئے جو سب سے پہلے جُھکا وہ سب کا سردار ہو گیا اُس کے بعد درجہ بدرجہ اُن کے درجات بلند ہوئے اور اِبلیس اِنکار کر کے مَلعون ومَردود ہو گیا اور اُس کا عابِد و زاہد اور مُوَحّد ہونا اُس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

یہاں یہ بات بھی نہایت قابلِ غور ہے کہ شیطان ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا مگر اُس کا مَلعون ومَردود ہونا ظاہر نہیں ہوا اُس کے مَلعون ومَردود ہونے کا اِظہار حضور ﷺ کی تعظیم کے وقت ہوا۔ معلوم ہوا کہ علامتِ مَقبولیّت صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اُس کے ساتھ تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔

دوسرا حوالہ عارفِ کبیر سیّدی ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

یعنی آدم علیہ السّلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السّلام تک جتنے اَنبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں اور حضرت محمد ﷺ اُن کا نور ہیں۔

---

[57]) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام مدخل، 96/1، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1996م)

(السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون ، باب: نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم ، 47/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الثانية 1428هـ)

[58]) (تفسير الرازي، سورة البقرة:253، 525/6، دار إحياء التراث العربي–بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

اِنکارازتقلید:

فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ۔(روح البیان مع قرآن، پارہ۱۶) اُس نے اپنی گردن سے تقلید کی رَسّی دُور پھینک دی یعنی(غیر مقلد)ہو گیا۔

یہ پہلی کڑی ہے عدمِ تقلید کی جس کی بنیاد اِبلیس نے رکھی اوراُس کے مُقتدیوں نے۔اُس پر مُفصّل(تفصیلی) تبصرہ فقیر کی تَصنِیف"**فضل المجید فی بحث التقلید**"میں دیکھئے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے مَلائکِہ میں مُقلّد بنا کر رکھا تھاچنانچہ روح البیان کے اِسی پارہ میں کچھ آگے چل کر لکھا ہے چونکہ اِبلیس کو ضَلالۃ و اضلاع (گمراہ کرنے اور بہکانے) اور غوایۃ واِغواء(بھٹکانے اور بہکانے) کے لئے پیدا کیا گیا تھا اِس لئے اُس کی تخلیق بھی نار(آگ)سے ہوئی اورنار (آگ)کی طَبع(طبیعت) اِستعِلاء(بلندی)واستکبار(غرور)ہے۔اگرچہ پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے مَلائکِہ کے ساتھ ملا دیااُسے مَلائکِہ کالباس عِنایت فرمایااِس لئے کہ اُس کے اَفعال مَلائکِہ سے ملتے جلتے تھے لیکن وہ بھی تقلیداًنہ تحقیقاً۔اِسی لئے یہ بھی مَلائکِہ میں شمار ہونے لگا بعض نے کہا کہ یہ اُس قوم سے تھا جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کوسجدہ کرنے کا حکم دیا جب اِنکار کیاتواُنہیں آگ سے جلا دیا گیااُن کے بعد اُنہیں پیدا کر کے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کا حکم فرمایاسب نے سجدہ کیالیکن اِبلیس نے اپنی پہلی برادری کی طرح سجدہ سے اِنکار کر دیا۔[59](روح البیان)

اِبلیس کون تھا؟تَکمِلَہ میں لکھا ہے کہ اِبلیس اوّل الجن تھاباقی جِنّات اُسی سے پیدا کئے گئے جیسے آدم علیہ السّلام اوّل الاِنس ہیں کہ باقی تمام اِنسان اُنہی سے پیدا ہوئے بعض نے کہا کہ وہ قومِ جن کا بقایا تھا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی تخلیق سے پہلے جِنّات کوپیدا کیا تھا چونکہ اُنہوں نے زمین پر خون ریزی اور فَسادات برپا کئے اُنہیں مَلائکِہ کرام سے مٹا دیا گیا یہ اِبلیس نیک تھااُن سے زندہ بچ کر رہ گیا۔[60](روح البیان)

اِبلیس کی سج دھج:حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ نافرمانی سے پہلے وہ فرشتوں میں تھاعزازیل اُس کا نام تھازمین پر اُس کی رہائش تھی اِجتہاد وعلم میں بہت بڑا تھااِسی وجہ سے دماغ میں رَعُونَت(اکڑ) تھی اُس کا تعلق جِنّات سے تھااُس کے چار پَر تھے جنّت کا خزانچی تھازمین ودنیا کا بادشاہ تھا۔[61](اِبنِ کثیر)

سعد بن مسعود کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جِنّات کو جب مارا تب اُسے قید کیا تھااورآسمان پر لے گئے تھے وہاں عبادت کے لئے رہنا پڑا۔[62](اِبنِ کثیر)

اِس کی تفصیل پہلے گذری ہے۔

اِبلیس کواِجماع کااِنکار:اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی چودھراہٹ یوں ظاہر کی کہ

"قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَه مِنْ طِیْنٍ"(پارہ۲۳،سورۃ ص، آیت۷۶)

ترجمہ:بولا میں اُس سے بہتر ہوں تونے مجھے آگ سے بنایااور اُسے(آدم علیہ السّلام کو) مٹی سے پیدا کیا۔

فوائد:

---

[59] (روح البیان، سورۃالکھف:51، 257/5، دار الفکر۔بیروت)

[60] (روح البیان، سورۃالکھف:50، 255/5، دار الفکر۔بیروت)

[61] (تفسیر ابن کثیر، سورۃ بقرۃ:34، 138/1، دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[62] (تفسیر ابن کثیر، سورۃ بقرۃ:34، 138/1، دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

(۱) اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف اپنا نظریہ پیش کر کے لعنت وپھٹکار کو گلے کا ہار بنایا ہے ایسے ہی نبی علیہ السّلام کی ظاہری حکمتوں کے خلاف لوگ اپنی مانتے ہیں کہ اَنبیاء علیہم السّلام اگر اپنی اُمّت سے مُمتاز ہوتے ہیں توعُلوم ہی میں مُمتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تواُس میں بَسا اَوقات بظاہر اُمّتی مُساوی(برابر) ہو جاتے بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔[63](تحذیر الناس از قاسم نانوتوی)

(۲) شیطان کا یہاں پر سب سے بڑا جُرم یہ ہوا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو بنظرِ حقارت دیکھا تو مارا گیا یہی وجہ ہے کہ جو آج نبُوّت کی کسی نسبت کی تحقیر کرتا ہے تواُسے قتل کر دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اُس کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "بااَدب بانصیب اور بے اَدب بے نصیب" کا مطالعہ کیجئے۔

(۳) اِبلیس نے اپنے علم و عمل کے گھمنڈ میں اِجماع کی مُخالفَت کی جب دیکھ رہا تھا کہ تمام نوری، قُدسی، مَلکوتی سَر بَسجود ہیں تو خود کو بہتر سمجھ کر سجدہ نہ کیا بلکہ اکڑا رہا یہی تواِجماع کا اِنکار ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و جُملہ مُجتہدین اور فُقہاء و مَشائخ اور اَولیاء و عُلماء تقلید کا درس ہے اور محبوبِ خدا ﷺ بلکہ جُملہ محبوبانِ کبریا کے اَدب و تعظیم اور مزارات کی حاضری کے قائل عامل رہے لیکن نئی پارٹیوں نے اِجماع کو توڑ کر خود مُجتہد بننے کی کوشش کی۔

اِبلیس کا واویلا: مَروی ہے کہ جب نورِ محمد ﷺ حضرت عبد اللہ سے سیّدہ آمنہ کے بَطن (پیٹ) میں مُنتقل ہوا تو رُوئے زمین کے تمام بُت اُوندھے منہ گر گئے اور تمام شَیاطین اپنے کام سے دَست کَش (لاتعلق) ہو گئے مَلائکہ نے تختِ اِبلیس کو سَر نِگوں کر کے سمندر میں پھینک دیا اور چالیس روز تک اُسے سزا دیتے رہے۔ آخر کار وہاں سے جَبلِ ابُو قُبیس[64] پر آکر اِس طرح شورِ شیں (چیخ پکار) اور فریاد و غوغا(ہنگامہ) کرنے لگا کہ اُس کی تمام ذُرّیّت(اولاد) جمع ہو گئی کہنے لگا تم پر سخت اَفسوس ہے کہ محمد ﷺ بن عبد اللہ متولد ہو گئے۔ یاد رکھو اس کے بعد لات وعزّیٰ اور تمام بتوں کی عبادت باطل ہو جائے گی اور دنیا نورِ توحید سے معمور ہو جائے گی اور اسی طرح عرب کے تمام قبائل اور قریش کے تمام کاہن اپنی صفت گاری(بُت پرستی) سے نادم و شرمندہ ہو گئے اور کہانت کا علم اُن سے سلب کر لیا گیا اسی رات زمین و آسمان سے یہ صدا آنے لگی کہ اس نبی آخر الزمان کی آمد کا وقت آ گیا ہے۔

اِبلیس کی میلاد دُشمنی: حضرت علّامہ نورالدین حَلبی اَلمتوفّٰی ۱۰۴۴ھ اپنی مشہور تَصنیف سیرۃ حلبیہ، جلد ا میں لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اِبلیس غمگین و پریشان آواز سے رویا اور جب اِرادۂ بد سے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا چاہا تو جبریل علیہ السّلام نے اُسے ایسی ٹھوکر لگائی کہ وہ عَدن (جنت میں ایک خاص جگہ کا نام ہے) میں جا گرا۔[65]

فائدہ: آج کے دور میں مخالفین میلاد کا رونا آنسو بہانا ماہِ ربیع الاوّل میں قابلِ دید ہوتا ہے کہ اَخبارات، اِشتہارات رَسائل، پمفلٹ اور تقریروں سے زمین کو سر پر اُٹھا لیتے ہیں وہاں اِبلیس کو جبریل علیہ السّلام نے دور پھینک مارا۔ یہاں ہر دَور کی حکومت نے اُن کے ہر مطالبہ کو اُن کے منہ پر مارا اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت محبوبِ خدا، حبیبِ کبریا، شَہ ہر دو سرا ﷺ کا چرچا اِسی طرح رہیگا اور جلنے والے جلتے رہیں گے۔

رہے گا یوں ہی انکا چرچا رہیگا　　پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

---

63)(تحذیر الناس از قاسم نانوتوی، ص 5، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

64) جبل ابو قبیس ایک شرف و بزرگی والا پہاڑ جو صفا پر واقع ہے اس کا نام قبیلہ مذحج کے ایک شخص کے نام پر ہے جس کی کنیت بو قبیس تھی کیونکہ قبیلہ مذحج کا پہلا شخص تھا جو طوفان نوح کے بعد یہی بو قبیس پہلے یہاں آیا تھا اس پہاڑ کو جاہلیت میں الامین بھی کہا جاتا تھا سلسلہ اخشبان میں سے ایک پہاڑ ہے۔

65) (السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب ذكر مولده صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم، 103/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية 1428هـ)

سلام وقیام کا دُشمن اِبلیس: "اِبلیس کا روزنامچہ" کے عُنوان کے تحت "نقاد" کراچی بابت اپریل ۱۹۶۴ھ میں درج ہے کہ خبر مُلاحظہ فرمایئے کراچی میں جامع مسجد آرام باغ کی نئی ٹرسٹ کمیٹی کے صدر نے آج جمعۃ الوداع کے بعد نمازیوں کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے روک دیا جس پر نمازیوں میں زبردست اِشتعال پیدا ہو گیا (مشتعل ہوگئے) اور اُنہوں نے مسجد میں نئے صدر کی مَرَمَّت (پٹائی) کر ڈالی معلوم ہوا کہ قیامِ مسجد کے وقت سے ہر سال جمعۃ الوداع کے مبارک موقعہ پر مسجد میں صلوٰۃ وسلام کا خصوصی اِہتمام کیا جاتا رہا ہے۔

اِس خبر میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ قیامِ مسجد کے وقت سے سلام کا اِہتمام ہو رہا ہے۔ قیامِ اِسلام یا اِبتدائے اِسلام کا ذکر نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ کے زمانہ میں کبھی کسی مسجد میں کسی اَلوداع کے موقعہ پر صلوٰۃ وسلام کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اب آرام باغ کی مسجد کے قِیام سے یہ سلسلہ اگر شروع ہوا ہے تو بھیّا! خدا کی قسم مجھے پتہ نہیں کیا قصہ ہے؟ قرآن اور حدیث میں تو میں نے بڑا تلاش کیا لیکن مجھ جیسے اندھے کو الوداع کے دن یا کسی بھی نماز کے وقت صلوٰۃ وسلام کا تذکرہ نہیں مِلا۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی وجہ یہ ہو کہ میں اِبلیس ہوں۔ اللہ میاں[66] مجھ سے خوش نہیں ہیں اِس لئے یہ اَہم مَسائل مجھے اپنی کوتاہ بِینی (بے خبری) کے پیشِ نظر نظر ہی نہ آتے ہوں اور کراچی کے لوگوں پر سب کچھ عَیاں (واضح) ہو گیا ہو۔

تبصرۂ نقّاد: اِبلیس کا یہ کہنا کہ اللہ مِیاں مجھ سے خوش نہیں ہیں اِس لئے یہ اَہم مسائل مجھے اپنی کوتاہ بِینی کے باعث نظر ہی نہ آتے ہوں بالکل درست ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوئی اِس لئے اُسے اُس کی ذُرِّیّت (اولاد) کو قرآن وحدیث کے مسائل کا صحیح طور پر علم نہیں ہو سکتا قرآن مجید کی شان میں مولیٰ تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے فرمایا: **هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ**۔ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، اٰیت ۲)
یعنی قرآن کی ہدایات سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جسے دولتِ ایمان حاصل ہو۔[67] (تفسیر بیضاوی، صفحہ ۱۶)

اِبلیس اپنی ذُرِّیّت (اولاد) سمیت لاکھ ٹکریں مارے لیکن اُسے صلوٰۃ وسلام کا جَواز نہ قرآن میں نظر آئے نہ حدیث میں۔ اُس کے برعکس اگر کوئی مسلمان پورے اَدب واحترام کے ساتھ خدا تعالیٰ جلّ مَجدُہٗ کی مُقدّس کتاب قرآن مجید کو کھول کر بائیسواں پارہ، سورۃ الاحزاب، رکوع نمبر ۷ پڑھے تو اُسے یہ مبارک آیت صاف نظر آئے گی:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اِس آیت کے مضمون کو ذہن نشین کرنے کے بعد مومن کا ایمان اُسے یہ اُصول بھی سمجھائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ اقدس سیّد عالم ﷺ میں صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا مُطلَق (عام) حکم دیا ہے کسی وقت کی تَعْیِین و تَخصِیص نہیں فرمائی لہٰذا ہم جب چاہیں صلوٰۃ وسلام بھیج سکتے ہیں، نمازِ جمعہ سے پہلے بھی جمعہ کے بعد بھی، الگ الگ بھی اور اکھٹے ہو کر بھی، اللہ تعالیٰ نے کوئی وقت ایسا نہیں بتایا جس میں کہ صلوٰۃ وسلام کا بھیجنا ناجائز و حرام ہو لہٰذا اگر کسی جگہ کے مسلمان اپنی سہولت کے لئے کوئی وقت مُعَیّن کر لیں اور اُس میں صلوٰۃ وسلام کے نذرانے بارگاہِ رسالت میں پیش کریں تو کوئی حَرَج نہیں۔

---

[66] (اللہ تعالیٰ کے لئے میاں کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھیں فتاویٰ اُویسیہ)

[67] (تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل، سورة بقرة:2، 37/1، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى 1418 ھ)

فائدہ: نقّاد کی تنقید سے ہمیں اِتّفاق ہے اگرچہ اُس سے اِبلیس کے چیلے ناراض ہوں تو ہمیں اُس کی پرواہ نہیں کیونکہ اِبلیس ہمارا اور ہمارے باپ کا دُشمن اور اُس کے چیلے ہمارے ساتھ دُشمنی کریں تو اُنہیں حَق پہنچتا ہے ہاں اِسلامی دینی اُصول کے لحاظ سے سلام و قیام نہ صرف جائز بلکہ اَہلِ ایمان کو روحانی ذَوق نصیب ہوتا ہے، چنانچہ فُضَلائے دیوبند کے پیرو مُرشد حضرت حاجی اِمداد اللہ مہاجر ثُمّ المکّی رَحمہُ اللہ یہی فیصلہ فرما چکے ہیں۔

جھاڑ پھونک اور دم درود سے خوف: حضرت علّامہ اسماعیل حَقّی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساتویں پارہ کی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت ثعلبہ فرماتے ہیں میں نے اپنے لئے ایک شربت بنایا اور اُسے تیار کرکے رکھ دیا اِس نیت پر کہ اُسے بعد کو پیئوں گا۔ صبح کو اُٹھا تو وہ شربت غائب تھا۔ بصد تلاش آخر نہ ملا پھر دوسرا شربت تیار کیا اور اُس پر سورہ یٰسین پڑھ کر رکھ دیا اور وہی اِرادہ کہ صبح کو پیئوں گا۔ صبح کو اُٹھ کر دیکھا کہ شیطان اندھا ہو کر گھر کے اندر پھر رہا ہے لیکن شربت تک پہنچنا تو کُجا وہ اُس گھر میں بھی نہ جاسکا۔(68)

فائدہ: دم درود جھاڑ پھونک سے تو ہماری عزّت اَفزائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے: ''وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ'' (پارہ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۲۹)

ترجمہ: اور اُس میں اپنی طرف کی خاص معزّز روح پھونک لوں مٹی کے ڈھیلے کو حضرت اِنسان بنا کر۔

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ" (پارہ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۷۰) **ترجمہ:** اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزّت دی کا تاج پہنایا۔

جس سے اِبلیس کی چودھراہٹ خطرہ میں پڑی اب اُس کے چیلوں کو اپنا خطرہ نہیں بلکہ گروہ کی بے عزّتی ایک آنکھ نہیں بھاتی ورنہ جھاڑ پھونک میں کیا ہوتا ہے "کلامِ الٰہی" پڑھ کر بیمار کو پھونک مار کر تندرُستی و شفاء کی اُمید کی جاتی ہے اور اُس کا ثبوت اور جَواز قرآن و حدیث میں صَریح موجود ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "علاج الابدان بالاحادیث والقرآن" میں پڑھیئے۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تخلیق بھی اِسی عمل کا کرشمہ ہے: "فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا" (پارہ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۱۲)

ترجمہ: تو ہم نے اُس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور وہ خود بھی اُسی عمل سے بیماروں کو شفا اور مُردوں کو اَرواح کی دولت بخشتے تھے۔

"کما قال فانفخ فیہ" اور کل قیامت میں ہمارا اٹھنا بھی اِسی عمل سے ہوگا۔

کما قال تعالیٰ "وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ" (پارہ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۵۱)

ترجمہ: اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔

لیکن مخالفین کو چونکہ اپنے گرو کو خوش کرنا ہے اِسی لئے نہ صرف اِنکار بلکہ اُس کے عامل کو شرک کی وَعیدِ شدید سناتے ہیں اور "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" مثال مشہور ہے اپنی بات مَنوانے کے لئے وہ روایات پیش کرتے ہیں جو زمانہ جاہلیّت کی غلط رَسموں کو روکنے کے لئے حضور سرورِ کَونین ﷺ نے بیان فرمائیں لیکن یار لوگوں نے اُن روایات کو اَہلِ اِسلام پر تھوپ دیں اور یہ بھی حضور نبی پاک، شَہ لولاک ﷺ کا معجزہ ہے جیسا کہ فرمایا کہ ایسی قوم پیدا ہوگی جو مسلمانوں کو مُشرِک کہتی پھرے گی، چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ نَجدیّت سے لے کر دیوبندیّت تک تمام عالمِ اِسلام کے مسلمانوں کو یہی لوگ مُشرِک بناتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی"۔

---

68) (روح البیان، سورۃ الأنعام: 9، 122/3، دار الفکر۔بیروت)

بے اَدب اور گستاخ اِبلیس کے معززین: حضور سرورِ عالم ﷺ نے اِبلیس سے پوچھا تیرے نزدیک مُعَزز اور محبوب کون ہے؟ کہا جو ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دے۔[69] (نزہتہ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۵۶)

فائدہ: یہ صرف نَمونہ کے طور شَیخَین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہم نے مثال دی ہے ورنہ اِبلیس ہر محبوبِ خدا کو گالی دینے اور اُن سے بُغض و عَداوت رکھنے اوران کی بے اَدبی اور گستاخی کرنے والے سے پیار اور صرف اُسی کو اپنا مُعَزز و مُحترم سمجھتا ہے۔

ناظرین کو دعوتِ اِنصاف ہے کہ محبوبانِ خدا اَولیاء کرام کی عزّت واِحترام پر کون سی پارٹی حملہ آور ہے اُن کی تقریریں، تحریریں گواہ ہیں فقیر کیا عرض کرے۔

اِبلیس تَقِیَّہ باز:

جب آدم و حوا علیہما السّلام بَہشت میں تشریف فرما تھے تو شیطان حاضر ہو کر "وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ" (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۲۱)

ترجمہ: اور اُن سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

فائدہ: شیعوں کا تَقِیَّہ[70] تو سب کو معلوم ہے لیکن ہمارے دور میں دیوبندیوں کا تَقِیَّہ شیعہ فِرقہ سے پندرہ (15) گز آگے ہے اُس کے لئے دَلائل کی ضرورت نہیں۔ مَساجد میں گُھس جانا تَقِیَّہ کر کے رہنا پھر مَساجد پر قبضہ جمالینا کس پارٹی کا شیوہ ہے اور یہ عملی تَقِیَّہ مولوی اشرف علی تھانوی کا مَرہونِ منّت ہے جب کہ کان پور میں میلاد شریف کی محفلوں میں آنے جانے لگا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے ٹوکا تو جواب دیا کہ اُس میں مَصلِحت ہے۔ (تفصیل دیکھئے تذکرۃ الرشید)

اِبلیس کی تین طلاقیں: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "میں مکّہ میں عالمِ روَیا میں رسولِ اکرم شفیعِ اعظم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، دیکھا کہ حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں اور محمد بن مالک صدفی بخاری شریف سنا رہے ہیں تو میں نے ایک مسئلہ دریافت کیا عرض کیا:

سوال: یارسول اللہ ﷺ! ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو کیا تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی یا ایک رجعی ہو گی؟

جواب: یہ سُن کر سیّد دوعالم ﷺ نے فرمایا خاوند کے کہنے کے مطابق تین واقع ہوں گی۔

سوال: میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! بعض عُلماء کہتے ہیں کہ ایک واقع ہو گی۔

جواب: فرمایا اُنہوں نے جو اُن تک دَلائل پہنچے اُس کے مطابق حکم لگایا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اِس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پوچھتا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے۔

جواب: یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا: "فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اُسے دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوَند سے نکاح نہ کرے۔

اِبلیس: جب سرکار نے یہ حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے بحث شروع کر دی اور وہ اِبلیس تھا اُس کی اِس تکرار سے میں نے دیکھا کہ سیّد دوعالم ﷺ کا چہرۂ انور سُرخ ہو گیا گویا کہ حضور کے رُخسار مبارک میں اَنار نچوڑ اگیا ہے اور حضور جَلال میں آ گئے اور سرکار نے بلند

---

[69] (نزهة المجالس ومنتخب النفائس، مناقب أبي بكر وعمر جميعاً رضي الله تعالی عنهما، 284/2، دار الكتب العلمية۔ بيروت، 2018م)

[70]) وہ راز جو دل میں رکھا جائے اور کسی کے خوف سے ظاہر نہ کیا جائے۔

آواز سے مُتعدّد مرتبہ جھڑک کر فرمایا کیا تم بدکاری کرنا چاہتے ہو؟ یہ تین طلاقیں ہیں، یہ تین طلاقیں ہیں بعد ازاں پھر سنانے والے نے **صحیح بخاری** سنانا شروع کردی جب ختم ہوگئی تو حبیبِ خدا سیّد اَنبیاء ﷺ نے دعا فرمائی پھر آنکھ کھل گئی۔[71] (رسالہ مبشرات للشیخ الاکبر، سعادۃ الدارین، صفحہ ۴۷۷)

اِس مبارک خواب سے بھی اُس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ تین ہی واقع ہوں گی اور اگر کوئی شخص ایسی مُطلّقہ بیوی کو آباد کرلے تو ہمیشہ بدکاری ہوتی رہے گی اور اولاد بھی ناجائز پیدا ہوگی جب تک کہ حَلالہ شرعی نہ ہو۔

تبصرہ از اُویسی: طلاقِ ثلاثہ بَیک وقت وُقوع کا سب سے پہلا اِبلیس ہے۔ اُس کی پیروی کس نے کی اِس کے مُتعلّق تفصیل کی ضرورت نہیں صرف ایک حوالہ پڑھ لیجئے۔

اِبنِ تیمیہ اور غیر مُقلّدین: آیتِ مبارکہ "فَلَا تَحِلُّ لَهٗ" (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۰) کے تحت مُفسّرِ قرآن شیخ صاوی علیہ رحمۃ الباری نے نقل فرمایا آیت کا معنٰی یہ ہے کہ اگر یکدم یا الگ الگ تین طلاقیں دیں تو عورت اُس پر حلال نہیں ہوگی مثلاً کوئی کہے کہ میں نے تجھے تین طلاق دی تو وہ اُس پر اتنا کہنے سے بھی حرام ہوجائے گی اور اِس پر عُلماء کا اِجماع ہوچکا ہے اور اِبنِ تیمیہ کے علاوہ کسی بھی مُعتَمَد (باعتماد) عالم نے یکدم تین طلاق کو ایک طلاق شمار نہیں کیا ہے۔ اِبنِ تیمیہ کا ردّ اس کے ہم مذہب عُلماء و آئمہ نے بھی کیا یہاں تک کہ عُلماء نے اِبنِ تیمیہ کو گمراہ کُنندہ (گمراہ کرنے والا) کہا ہے۔

فتاویٰ ثنائیہ میں بھی مَنقول ہے کہ "نواب صدیق حَسن خان نے "اتحاف النبلاء" میں جہاں شیخ اِبنِ تیمیہ کے مُتفرّدات (منفرد) مسائل لکھے ہیں اُس فہرست میں طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب اِبنِ تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ اِبنِ تیمیہ اور اُن کے شاگرد اِبنِ قیّم پر مَصائب برپا ہوئے اُن کو اونٹ پر سوار کرکے دُرّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی۔ قید کئے گئے اِس لئے کہ اُس وقت یہ مسئلہ علامت رَوافِض کی تھی۔"[72] (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۲، صفحہ ۲۱۹)

مزید لکھا ہے کہ "تین طلاق مجلسِ واحد کا ایک حکم میں ہونا یہ مسلکِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ اَئمّہ مُحدّثین مُتقدّمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو (700) سال کے بعد کے مُحدّثین کا ہے جو ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور اُن کے مُعتقِد ہیں۔"[73] (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۲، صفحہ ۲۱۹)

غیر مقلدین وھابی: اب ہمارے دور میں وہابی غیر مُقلدّین طلاقِ ثلاثہ کے بیک وقت وُقوع کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اُلٹا اُس کے منکر کو گمراہ اور بے دین گردانتے ہیں بلکہ خود اپنے ہم مَسلک مولوی ثناء اللہ اَمرتسری کو بھی گمراہ کہتے ہیں اِس کے اور وُجوہ (وجوہات) بھی ہیں جنھیں فقیر نے کتاب "شُتر بے مُہار" میں تفصیل سے لکھا ہے مِنجُملہ اِن کے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے اِبنِ تیمیہ کا خلاف کیوں کیا اور یہ کیوں کہہ دیا کہ علامت رَوافِض اور یہ مسلک سات سو (700) سال بعد کا ہے۔

---

[71] (الوصايا لابن العربي. خاتمة الباب: تعويذات وأدعية. ص192. دار الفكر. نواكشوط. بيروت- لبنان)

(الفتوحات المكية لابن العربي. الخاتمة. 387/8. دار الكتبة العلمية. بيروت. 2011م)

[72] (فتاویٰ ثنائیہ از ثناء اللہ امرتسری، باب ہفتم، کتاب النکاح، 2/219، ادارہ ترجمان السنہ، لاہور)

[73] (فتاویٰ ثنائیہ از ثناء اللہ امرتسری، باب ہفتم، کتاب النکاح، 2/219، ادارہ ترجمان السنہ، لاہور)

علامات ونشانات اولادِ اِبلیس: اِبلیس کی اولادِ حقیقی سے ہماری بحث نہیں بلکہ اُس کی مَعنوی اولاد کو ظاہر کرنا ہے کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دَم مارا(دعویٰ کیا) کہ وہ اپنے چیلے چانٹے اولادِ آدم سے بنائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اِبلیس نے اپنے چیلے چانٹے تیار کئے تو اُن کی نشانیاں کون سی ہیں۔ فقیر معتبر و مُستند کُتب سے چند علامات ذکر کرتا ہے۔

اَنبیاء واَولیاء سے دُشمنی: صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کے پارہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ وہ آدم زادے جن کی شکل وصورت تو آدم علیہ السّلام جیسی ہو لیکن اُن کے کردار اِبلیس جیسے ہوں تو اُنہیں شیاطین الانس سمجھو اُن کی علامت یہ ہے کہ اِبلیس مَعنوی اولاد کو اپنا حامی کار(طرف دار) بناتا ہے جو شب وروز اُس کی اِطاعَت میں لگے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمٰن کی اِطاعَت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذُرّیّت(اولاد) شیطان کے چیلے بننے پر فخر کرتے ہیں لیکن آدم علیہ السّلام کی حقیقی اولاد یعنی اَنبیاء واَولیاء کی اِطاعَت سے کَتراتے ہیں اُنہیں اَولیاء واَعداء کے مابین(ولی ودشمن کے درمیان) اِمتیاز نہیں رہتا۔[74]

فائدہ: نجدی وہابی(غیر مقلدین) اور دیوبندی اپنی تَصانیف اور تقریروں میں بُتوں کی آیات اَنبیاء واَولیاء پر چَسپاں (منطبق) کرتے ہیں جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

آخری بات: یہ داستان طویل ہے فقیر نے صرف چند نَمونے عرض کئے ہیں۔ اب چند حوالے مُلاحظہ ہوں کہ جن لوگوں نے اَنبیاء و اَولیاء کے کمالات کو ماننے پر شِرک کا فتویٰ دیا لیکن وہی کمالات اِبلیس کے لئے ثابت کئے چند نَمونے حاضر ہیں۔

اِبلیس کا علم محیط: علمائے دیوبند کا قُطب مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ

اَلحاصِل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ومَلَکُ المَوْت کا حال دیکھ کر عِلمِ مُحیطِ زمین کا فخرِ عالم (ﷺ) کو خلافِ نُصوص قَطعیہ کے بِلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا مَحض شِرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان و مَلَکُ المَوْت کے لئے یہ وُسعَت نَص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم (ﷺ) کے لئے کون سی نَص قَطعی ہے جس سے تمام نُصوص کو رَدّ کرکے ایک شِرک ثابت کرتا ہے۔[75] (براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱، مطبوعہ انڈیا دیوبند)

شانِ درود: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری کمہاران (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجلس میلاد اور سلام وقیام وفاتحہ کے اِثبات(ثبوت) میں ایک کتاب لکھی "انوارِ ساطعہ" اُس میں ثابت کیا کہ بعض مَجلسِ میلاد میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا تشریف لانا[76] یا آپ کو اُس کا علم ہونا[77] بعید از اِمکان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بُری مخلوق شیطان اور بہتر مخلوق حضرت ملک الموت کے لئے ایسی صفت اپنے پرائے سب مانتے ہیں۔ اِس کے جواب میں مذکورہ بالا عبارت دیوبند کے دوستوں نے لکھ ماری جس پر عَرب و عَجم کے عُلماء ومشائخ نے اُس کی تکفیر کی(اس کو کافر قرار دیا)۔ لیکن افسوس کہ اُس سے نَدامَت(شرمندگی) کے بجائے فُضلائے دیوبند اُس منحوس عبارت کی تصحیح پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت نے فیصلہ فرمادیا کہ آپ کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا شِرک ہے اب اللہ تعالیٰ کے لئے بھی اُن کا عقیدہ پڑھ لیجئے۔

---

[74]) (روح البیان، سورۃ الکھف:52، 258/5، دار الفکر۔بیروت)

[75])(براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، ص51، مطبوعہ بلال سٹیم، ساڈھورہ)

[76]) (انوارِ ساطعہ دربیان مولود وفاتح از مولانا محمد عبد السمیع رامپوری، اولیاء کے کشف والہام، ص374، طبع ششم: ربیع الاول:1431ھ / اپریل:2010ء باہتمام: ادارہ فروغ اسلام، چریا کوٹ، ناشر رضوی کتاب گھر، دہلی)

[77]) (انوارِ ساطعہ دربیان مولود وفاتح از مولانا محمد عبد السمیع رامپوری، مسئلہ علم غیب مصطفیٰ ﷺ، ص379، طبع ششم: ربیع الاول:1431ھ / اپریل:2010ء باہتمام: ادارہ فروغ اسلام، چریا کوٹ، ناشر رضوی کتاب گھر، دہلی)

مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں لکھتا ہے جو اللہ کی شان ہے اور اُس میں کسی مخلوق کو دَخل نہیں سو اُس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے وہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مُقرّب مثلاً کوئی کسی سے کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اس کے جواب میں نہ کہے کہ اللہ ورسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔[78]

تبصرہ: افسوس کہ درخت کے پتے جاننے کو خدائی علم محدود کر دیا اور کہہ دیا کہ اُس میں مخلوق کو دَخل نہیں حالانکہ یہ تو معمولی بات ہے لیکن اُس میں نبی علیہ السّلام کو بے خبر بتادیا اور ابلیس کے لئے کہا کہ اُس کا ساری زمین کا علم مُحیط ہے۔

دوسرا حوالہ: مولوی حسین علی داں بھچرانوی نے تفسیر بلغتہ الحیران، پارہ نمبر ۱۲، پہلی آیت کی تفسیر میں مُعتَزلہ کے عقیدہ کو ترجیح دی کہ "اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اَعمال کا اُس وقت تک علم نہیں ہوتا جب تک وہ کام (عمل) کر نہیں لیتے۔"[79]

تبصرہ: جس برادری کا عقیدہ خدا تعالیٰ کے لئے ایسا گھٹیا ہو وہ اگر رسولِ خدا ﷺ کا علم گھٹا کر بیان کریں تو اِس سے تعجّب نہیں کرنا چاہیے۔

شیطان کا دُور سے تصرف: مولوی ظفر احمد تھانوی نے رسالہ "انوار الصوم" صفحہ ۳۰ پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اِس کا اِنکار نہیں ہو سکتا کہ جب شَیاطین قید ہوگئے تو پھر وہ آدمیوں کو (رمضان میں) کس طرح بہکاتے ہیں اِس کا جواب یہ ہے کہ دُور سے بذریعہ توجہ کے تَصرُّف کرتے ہیں الخ۔[80]

فائدہ: کتابِ مذکورہ اَشرفیہ کُتب خانہ تھانہ بھون (انڈیا) ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔ فقیر کے پاس موجود ہے۔

تبصرہ اُویسی غُفِرلَہ: شیطان کے لئے تو اتنا بڑا تصرُّف ماننا عَین اِسلام ہے اگر ایسے تَصرُّفات حضور ﷺ اور اَولیائے کرام کے لئے مانے جائیں تو شرک اِس کی وجہ وہ خود ہی بتاسکتے ہیں۔

شیطان ہر قبر میں: ہر قبر میں شیطان کے موجود ہونے کے یہ لوگ قائل ہیں کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کے ہر قبر میں موجود ہونے کے منکر ہیں اِس کے مُتعلّق فقیر کا رسالہ ہے "القول المؤید فیما تقول فی ھذا رجل المحمد" عُرفی نام "ہر قبر میں زیارتِ رسول ﷺ"

تبصرہ اویسی غُفِرلَہ: بتایئے کہ شیطان کی اتنی بڑی زبردست قدرت ماننا کہ وہ ہر قبر میں ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اِنکار کرنا اُس کی وجہ کیا ہے یہ اُن سے پوچھئے۔

لطیفہ: مخالفین اِبلیس کے علم مُحیط اَراضی کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ اُس کے منکر کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اُس کا علم نُصوص قَطعیہ سے ثابت ہے۔[81] (براہینِ قاطعہ) لیکن حضور ﷺ کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا شِرک ہے (براہین) لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خَیر وشر کو پیدا فرمایا ہے اور یہ دونوں لازِم ومَلزوم ہیں افسوس ہے کہ مخالفین شَر کے لئے تو زمین وآسمان کے قَلابے (کڑی) ملا رہے ہیں اور جس آقا ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اُس سے نہ صرف اِنکار بلکہ ماننے والے کو مُشرِک کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخالفین شَر پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر شَے سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے اِسی لئے ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے شَر سے بچائے۔ (آمین)

---

[78] (تقویۃ الایمان، ص66، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دھلی) (تقویۃ الایمان، تشریحی حواشی: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ص126، ، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

[79] (بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن از حسین علی شاگرد رشید احمد گنگوہی، ص157 تا 158، حمایتِ اسلام پریس، لاہور)

[80] (انوار الصوم از ظفر احمد تھانوی، ص30، اَشرفیہ کُتب خانہ، تھانہ بھون (انڈیا)، 1947ء)

[81] (براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، ص51، مطبوعہ بلال سٹیم، ساڈھورہ)

لفظِ نبی خود غیب کے عقیدہ کا پابند کرتا ہے کیونکہ یہ نبأ سے ہے بمعنی غَیبی خبر دینا اگر اُسے مُطلق خبر کے لئے مَحدود رکھا جائے تو پھر مُخبِر کو نبی مانا جائے لیکن ایسا نہیں بلکہ اُس کو نبی ماننا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے غَیبی خبریں دے۔ اِسی لئے نبی علیہ السّلام کے لئے علمِ غیب ماننا پڑے گا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ مگر شیطان کے لئے مانتے ہیں ایسا کیوں؟

اِن حَقائق سے ماننا پڑے گا کہ وہ اِبلیس کے کمالات کے قائل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے منکر ہیں۔

آخری گذارش: اِس بحث کو یہاں ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم ہمیں اپنے نبی پاک ﷺ کے سچے اور پکے نیاز مَندوں سے بنائے۔

فقط والسّلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلَہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۱ شعبان المعظّم ۱۳۸۸ھ